رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵
ٹیلیفون نمبر ۹۱

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵

خطبہ نمبر

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر ۔ غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN.

قیمت ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند … قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند …

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | ۲۰ جمادی الاوّل ۱۳۵۶ھ | یوم جمعہ | مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۳۷ء | نمبر ۱۷۵

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دروغگوئی شیخ پر نفرین

"اے شیخ نامہ سیاہ اس دروغ بے فروغ کے جواب میں کیا کہوں۔ اور کیا لکھوں۔ خدا تعالےٰ تجھ کو آپ ہی جواب دے۔ کہ اب تو حد سے بڑھ گیا۔ اے بدقسمت انسان۔ تو ان بہتانوں کے ساتھ کب تک جئے گا۔ کب تک تو اس لڑائی میں جو خدا تعالےٰ سے لڑ رہا ہے۔ موت سے بچتا رہے گا۔ اگر مجھ کو تو نے یا کسی نے اپنی نابینائی سے دروغگو سمجھا۔ تو یہ کچھ نئی بات نہیں۔ آپ کے ہم خصلت ابوجہل اور ابولہب بھی خدا تعالےٰ کے نبی صادق کو کذاب جانتے تھے۔ انسان جب فرطِ تعصب سے اندھا ہو جاتا ہے۔ تو صادق کی ہر ایک بات اس کو کذب ہی معلوم ہوتی ہے لیکن خدا تعالےٰ صادق کا انجام بخیر کرتا ہے۔ اور کاذب کے نقشِ ہستی کو مٹا دیتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ"

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۸ جولائی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۹½ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو گلے میں درد کی تکلیف ابھی تک بدستور ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ حضور کو صحت عطا فرمائے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو سر میں درد اور متلی کی تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

مقامی سکول آج موسمی تعطیلات کی وجہ سے بند ہوگئے۔ اور طلباء اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

حکیم فیروز الدین صاحب انسپکٹر بیت المال بعارضہ کاربنکل نور ہسپتال میں زیر علاج ہیں دو دفعہ اپریشن ہوچکا ہے۔ ان کی صحت کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجھے کیا ڈر ہے

جب خدا تعالےٰ خود مجھے تسلیاں دیتا ہے۔ تو میں انسانوں سے کیوں ڈروں ادھر یہ لوگ مجھے ڈراتے اور ادھر خدا تعالےٰ مجھے تسلی دیتا ہے۔ ان چند روز میں اس

کثرت سے مجھے الہام اور رؤیا ہوئے

ہیں۔ کہ گزشتہ دو سال میں اتنے نہ ہوئے ہوں گے۔ ابھی چند روز ہوئے۔ کہ مجھے الہام ہوا۔ جو اپنے اندر دعا کا رنگ رکھتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ "اے

خدا میں چاروں طرف سے مشکلات میں گھرا ہوا ہوں۔ تو میری مدد فرما۔"

اور پھر اس کے تین چار روز بعد الہام ہوا۔ جو گویا اس کا جواب ہے۔

کہ "میں تیری مشکلات کو دور کروں گا۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں تیرے دشمنوں کو تباہ کر دونگا۔"

آخری الفاظ تباہ کر دوں گا۔ یا برباد کرونگا یا مٹا دوں گا۔ تھے صحیح طور پر یاد نہیں رہے۔ تو جب خدا تعالےٰ خود مجھے تسلیاں دیتا ہے۔ تو میں بندوں سے کیوں ڈروں۔ اور کیا ان واقعات کے بعد میں کسی بندے پر اعتماد کر سکتا ہوں شیخ عبد الرحمٰن مصری میرے بچپن کے دوست تھے مگر آج ان کے اقرار کے بموجب وہ دو سال سے میرے خلاف مواد جمع کر رہے تھے۔ مگر ہماری تازی تحقیق کے مطابق اس سے بھی بہت پہلے سے کینہ دل میں چھپائے بیٹھے تھے۔ پھر میں کسی انسان پر کس طرح بھروسہ کر سکتا ہوں۔

فتح مکہ کے بعد

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پانچ اشخاص کے متعلق حکم دیا تھا۔ کہ جہاں بھی ملیں۔ مار دئے جائیں۔ ان میں سے ایک ہندہ بھی تھی۔ مگر وہ چادر اوڑھ کر دوسری عورتوں کے ساتھ بیعت کرنے آگئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب بیعت لیتے لیتے کہا۔ کہ کہو ہم شرک نہ کریں گی۔ تو چونکہ وہ بڑی دلیر عورت تھی۔ اس سے نہ رہا گیا۔ کہنے لگی۔ کیا ہم لوگ ایسے ہی بیوقوف ہیں۔ کہ اب بھی شرک کریں گے۔ آپ اکیلے تھے۔ اور ہم سارے تھے۔ ہم نے مخالفت کی مگر آپ ہم میں سے ایک ایک کر کے سب کو چھین کر لے گئے۔ آخر آپ جیتے اور ہم ہارے۔ کیا اس کے بعد بھی ہم شرک کر سکتے ہیں۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کون ہے۔ ہندہ مطلب یہ تھا۔ کہ میں نے تو اس کے قتل کا حکم دیا تھا۔ وہ کہنے لگی۔ کہ اب تو میں مسلمان ہو چکی ہوں۔ اب آپ مجھے نئے گناہ پر سزا دے سکتے ہیں۔ پرانے پر نہیں۔ وہ معاف ہو گئے۔ یہی حال میرا ہے۔ خدا تعالےٰ نے بار بار مجھے انسانوں کی کمزوری پر آگاہ کر دیا ہے پھر کیا میں اب بھی بندوں پر بھروسہ کر سکتا ہوں۔ میں نہ آدمیوں سے خوش ہوں۔ اور نہ ان کے ریزولیوشنز سے میں تو صرف اس لئے خوش ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ سے کہا ہے۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مخالفوں کی طرح

سارے سانپ لا کر رکھ دیں

میرے خدا کا سانپ ان سب کو نگل جائے گا۔ اگر ایک شخص بھی تم میں سے میرے ساتھ نہ رہے۔ تو بھی مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ کیونکہ میرا خدا مجھ سے کہتا ہے۔ کہ میں تیرا ساتھ دوں گا۔ پھر مجھے کسی اور کی کیا ضرورت ہے۔ انہی دنوں میں میں نے

ایک رؤیا

دیکھا ہے۔ وہ بھی مخالفوں کے تباہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک درختوں کا چھوٹا سا جنگل ہے۔ جس میں کچھ درخت ہیں۔ اور کچھ کھلا میدان ہے۔ اور تین چار پائیاں پڑی ہیں۔ دو شرقاً غرباً اور ایک شمالاً جنوباً۔ ان میں سے ایک پر میں بیٹھا ہوں۔ اور ایک پر ایک بچہ اور ایک عورت بیٹھے ہیں۔ وہ عورت اگرچہ محرم معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس وقت اس کا نام ذہن میں نہیں آتا۔ میں نے یکدم دیکھا۔ کہ بھورے رنگ کا ایک سانپ جو قریباً ڈیڑھ گز لمبا ہے چارپائی کے نیچے سے نکلا ہے۔ میرے پاس چھوٹی سی سوٹی ہے۔ میں نے دوڑ کر اسے مارا سوٹی اس کی کمر میں لگی۔ اور وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دومونہی ہے۔ اور اس کی دم اور سر دونوں ہی میں زندگی کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ (جیسا کہ عوام میں مشہور ہے کہ دومونہی سانپ میں دو زندگیاں ہوتی ہیں۔ سر کی طرف بھی اور دم کی طرف بھی۔) مگر اب اس میں بھاگنے اور حملہ کرنے کی طاقت نہیں رہی۔ وہ کھسکتا ہے۔ عورت اس کے پاس آئی۔ مگر بچہ وہیں بیٹھا رہا۔ وہ لکڑی کے ساتھ اسے ہلاتی ہے۔ میں بھی ایک سرا ہلا رہا ہوں۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ سانپ چھوٹا ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ڈیڑھ بالشت کے قریب رہ گیا۔ اور ساتھ ہی پتلا بھی ہوتا گیا۔ پھر دائیں طرف ایک درخت کے نیچے آگ جلتی ہوئی نظر آئی۔ میں نے اس عورت سے کہا۔ کہ اس کا ایک ٹکڑا لکڑی سے تم اٹھاؤ اور ایک میں اٹھاتا ہوں۔ اور اسے آگ میں ڈال دیں۔ تا جل جائے۔ میں نے تو ایک ٹکڑا آگ میں ڈال کر اوپر بوجھ رکھ دیا اور وہ جل کر راکھ ہو گیا۔ دوسرا حصہ جو اس عورت کو جو میں سمجھتا ہوں۔ ہماری رشتہ دار ہے۔ مگر خیال نہیں۔ کہ کون ہے۔ آگ میں ڈالنے کے لئے کہا تھا۔ وہ اس نے پھینکا۔ تو بجائے آگ کے وسط میں گرنے کے آگ کے آخری حصہ میں جا گرا۔ اس پر میں کہتا ہوں کہ یہ آگ سے نکل نہ جائے۔ اس لئے میں نے ایک اینٹ اٹھا کر اس کے اوپر پھینک دی۔ تا وہ اچھی طرح جل جائے پھر اسے آگ لگ گئی۔ اور وہ جل گیا مگر اس کا سر ایک چھوٹی انگلی کی اوپر کی پور کے برابر آگ میں سے نکل کر جھاڑی کی جڑ کی طرف چلا گیا۔ میں اسے بھی مارنا چاہتا ہوں۔ مگر وہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ اب اس کی یہ

تعبیر

بھی ہو سکتی ہے۔ کہ اس فتنہ کا تھوڑا سا حصہ باقی رہ جائے گا۔ اور یہ بھی کہ بالکل تباہ ہو جائے گا۔ کیونکہ کہتے ہیں۔ کہ سانپ جب زخمی ہو جائے۔ تو پھر بچ نہیں سکتا۔ پس اس کا یہ بھی مطلب ہے۔ کہ یہ اس طرح ذلیل ہوں گے۔ کہ کوئی اثر ان کا جماعت میں نہ رہے گا۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ ایسے کچھ لوگ ذلیل ہو کر مخفی مخفی جماعت میں شامل رہیں۔ جس طرح رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض منافق رہ گئے تھے۔ جنہوں نے بعد میں بہت سی گندی روایات تاریخ اسلامی میں داخل کر دیں۔ یہ بھی اندر رہ کر فتنہ پیدا کرتے رہیں۔ پس میں نہ بندوں پر اعتماد کرتا ہوں۔ اور نہ ریزولیوشنز پر۔ میرا بھروسہ تو اپنے خدا پر ہے میں بتا رہا تھا۔ کہ

یہ بالکل غلط ہے

کہ مصری صاحب نے کوئی قربانی کی ہے پہلے انہوں نے مجھے ڈرا کر فائدہ حاصل کرنا چاہا۔

اطلاع

کتب نصاب امتحانات منشی۔ منشی عالم۔ منشی فاضل۔ مولوی۔ مولوی عالم ادیب۔ ادیب عالم۔ ادیب فاضل۔ پنجاب یونیورسٹی ہمیشہ مندرجہ ذیل پتہ سے عمدہ اور بارعایت خرید یئے۔ ناظرین اخبار الفضل کو خاص رعایت دی جائے گی۔
فہرست کتب نصاب ۱۹۳۸ء مفت طلب کریں۔
نیازمندان:۔ شیخ جان محمد اللہ بخش تاجران کتب علوم مشرقی کشمیری بازار لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اسی کوشش میں جب ان کا اندرونہ ظاہر ہو گیا۔ تو وہ سمجھ گئے۔ کہ اب تو مجھے نکال ہی دینگے۔ اس لئے خود ہی لکھ دیا۔ کہ اگر چوبیس گھنٹے تک میری تسلی نہ کی گئی۔ تو میں جماعت سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔ حالانکہ پہلے خط میں صاف لکھا تھا۔ کہ فخر دین صاحب کو معاف کر دو۔ تو بدنامی سے بچ جاؤ گے۔ بیشک انہوں نے

ایک جواری کی طرح

ایک ہی دفعہ بازی لگا دی تھی۔ کہ اگر ڈر گئے تو ہم ساری عمر کے لئے سر پر سوار ہو جائیں گے۔ اور اگر نہ ڈرے تو جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ مگر چونکہ اللہ تعالٰے نے مجھے ڈر سے محفوظ رکھا۔ اور وہ چونکہ اپنے اندرونہ کو ظاہر کر چکے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ اب ہم جماعت میں نہیں رہ سکتے۔ اس لئے آخری خط میں نوٹس دیدیا

اسی قسم کا ایک خط

مجھے ایک عورت نے ایک دفعہ لکھا تھا۔ جو یہیں قادیان میں رہتی ہے ان کے خاوند یہاں کارکن ہیں۔ بیوی کو شکایت پیدا ہوئی۔ کہ یہاں کام زیادہ ہے۔ اور دیر تک ان کا خاوند گھر پر نہیں آ سکتا۔ اس غصہ میں مجھے لکھا۔ کہ میں نے اپنے خاوند کو کہا ہے کہ یہاں کی نوکری چھوڑ کر باہر چلے چلو لیکن وہ نہیں مانتے۔ اس لئے اب آپ کو لکھتی ہوں۔ کہ انہیں مجبور کریں کہ یہاں استعفےٰ دیکر باہر چلیں۔ اگر آپ ایسا نہ کرینگے۔ تو پھر یاد رکھیں کہ میں اب زندگی سے تنگ آ گئی ہوں میں آپ کا مقابلہ کروں گی۔ اور مجھے آپ کے بہت سے راز معلوم ہو گئے ہیں۔ آپ مجھے مستریوں کی طرح نہ سمجھیں وہ کمزور تھے۔ مگر میرے ساتھ بڑے بڑے آدمی ہیں۔ میں نے صرف اس کے خاوند کو اس خط کا علم دے دیا اور کچھ نہ کیا۔ وہ تو عورت تھی۔ اور میں نے اس کی ان باتوں کو پاگلانہ باتیں سمجھکر کچھ بھی نہیں کہا۔ مگر مصری صاحب تو تعلیم یافتہ آدمی ہیں۔ ہیڈ ماسٹر تھے معزز عہدوں پر رہ چکے تھے مصری کہلاتے تھے۔ کوئی نادان عورت تو نہ تھے۔ انہوں نے پھر کیسے خیال کر لیا۔ کہ میں ان باتوں سے ڈر جاؤں گا؟

ان کا

تیسرا خط

بعد میں آیا۔ اس سے پہلے میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب کو میں ان کے خط کا بتا چکا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا کوئی صورت نہیں۔ کہ جس سے معافی ہو جائے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں یہی سوچ رہا ہوں۔ مگر انہوں نے کوئی رستہ بھی میرے لئے نہیں چھوڑا اور میرے لئے کوئی اور چارہ کار رہنے ہی نہیں دیا۔ سوائے اس کے کہ میں بے غیرت بنوں۔ بہر حال وہ سمجھدار آدمی تھے۔ اور جانتے تھے۔ کہ ان خطوط کے بعد معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ انہیں اچھی طرح علم تھا۔ کہ اس حرکت کی وجہ سے ضرور نکالا جاؤں گا۔ اس لئے انہوں نے سوچا کہ میں خود ہی کیوں نہ یہ بات لکھ دوں۔ تا

لہو لگا کر شہیدوں میں

تو مل جاؤں۔ اور یہ تو کہہ سکوں۔ کہ میں نے قربانی کی ہے۔ ان کی مثال تو ایسی ہی ہے۔ کہ جیسے کوئی شخص کسی کے مکان پر جا کر قبضہ کر لے۔ اور سامان وغیرہ اکٹھا کرنے لگ جائے۔ اتنے میں جب گھر والے دس بارہ آدمی آ کر اسے پکڑیں تو کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہو۔ اور کہدے کہ اچھا میں قبضہ چھوڑتا ہوں اور پھر دعوے کرے کہ میں نے بڑی قربانی کی ہے۔ وہ اپنے عمل کے خمیازہ میں جماعت سے نکلے ہیں۔ اس میں

قربانی کونسی ہے

قربانی تو جب تھی۔ کہ پہلے ہی خط میں یہ لکھتے۔ مگر اس میں تو صرف اس پر زور ہے۔ کہ فخر دین کو معاف کر دیں اور میری جو بدنامی آپ کر چکے ہیں اس کا ازالہ کریں۔ بلکہ ایک جگہ تو صرف یہی مطالبہ ہے۔ کہ فخر دین چھ

کو معاف کر دیں۔ اس میں قربانی کی کونسی بات ہے۔ ہاں جب وہ اپنا اندرونہ ظاہر کر چکے۔ اور انہیں اچھی طرح علم ہو گیا۔ کہ اب جماعت میں مجھے نہیں رہنے دیا جائے گا تو تیسرے خط میں یہ فقرہ لکھ دیا۔ کہ میں بیعت سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔

مجھے افسوس ہے۔ کہ باقی مضامین کے متعلق میں آج کچھ بیان نہیں کر سکا اگر اللہ تعالٰے نے توفیق دی۔ تو پھر کبھی باقی باتوں کے متعلق بیان کروں گا۔ بہر حال یہ بالکل غلط ہے۔ کہ انہوں نے کوئی قربانی کی انہوں نے سودا کرنا چاہا۔ اور جواری کی طرح بازی لگا دی مگر ہار گئے۔ وہ مجھے نہ ڈرا سکے۔ تو کہا اچھا میں جماعت سے نکلتا ہوں ورنہ نہ ان پر کوئی ظلم ہوا۔ اور نہ انہوں نے کوئی قربانی کی۔ بلکہ انہوں نے خود ظلم کیا ہے۔ کہ جماعت کے امام پر درندوں کی طرح حملہ کیا۔ اور خدا کی مقدس جماعت کو دہریہ کہا اس کے مقابلہ میں جماعت نے ان کو جو کچھ کہا وہ اس سے بہت کم ہے۔

انجمن انصار خلافت کے متعلق اعلان

اگرچہ ہر مبائع احمدی انصار خلافت میں شامل ہے۔ کیونکہ خلافت کا وجود جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے اور اسکی بقاء جماعت کی ترقی کا واحد ذریعہ ہے۔ اس لحاظ سے درحقیقت ہر مبائع احمدی انجمن انصار خلافت کا ممبر ہے۔ لیکن موجودہ فتنہ کے پیش نظر جس کی غرض خلافت کا مٹانا ہے اس انجمن کے عملی ممبروں کے نام ایک علیحدہ رجسٹر میں درج ہوں گے۔ ہر دوست جو اس انجمن میں شامل ہونا چاہیں۔ کم از کم ایک آنہ چندہ داخلہ ضرور ارسال فرمائیں۔ اس کے بغیر نام درج رجسٹر نہ ہو گا۔ زائد چندہ شکریہ سے قبول کیا جائے گا۔ یہ ساری رقم اشتہارات کی طباعت اور محصولڈاک پر خرچ ہو گی احباب بکثرت اسکے ممبر بنیں

خاکسار:۔ ابو العطا جالندھری سیکرٹری انجمن انصار خلافت قادیان

دار الانوار کمیٹی قادیان

دار الانوار کمیٹی کے حصہ داران کو یاد ہونا چاہیئے کہ اگست کی قسط کے ساتھ تین روپے اغراض مشترکہ کے بھی ادا کئے جائیں گے۔ اگر کسی صاحب نے چار روپے اغراض مشترکہ کی قسط ماہ فروری نہ ادا کی ہو تو انہیں بقایا بھی اگست کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے۔

دار الانوار کمیٹی کے حصہ داران کی خدمت میں یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ جن حصہ داران کے ذمہ بقایا ہو ان کا نام بروئے قواعد قرعہ میں نہیں پڑ سکتا ہے۔ بلکہ ہر مہینے کی ۲۱ تاریخ بعد دوپہر داخل ہونے والی قسط پر بھی ار فی حصہ فی یوم ہرجانہ ہوتا ہے۔ پس دار الانوار کے حصہ داران کو جن کے ذمہ بقایا ہو۔ چاہیئے کہ اپنا حساب صاف فرما کر ممنون فرمائیں؛ سیکرٹری دار الانوار کمیٹی

طلبائے منشی فاضل کو استاد کی ضرورت نہیں

امیدواران منشی فاضل کی سہولت کے مدنظر حضرت مولانا حافظ عبد المجید صاحب بی۔ اے علیگ اور منشی فاضل پنجاب نے نہایت محنت اور جانفشانی سے غزلیات نظیری کی شرح لکھی۔ جو مقبول عام ہو چکی شرح لکھتے وقت حافظ صاحب موصوف نے طلبا کی تمام مشکلات کو احسن طریق سے حل کر دیا ہے۔ یعنی اصل کتاب کا متن اور ہر ایک غزل کے شروع میں تقطیع مشکل الفاظ و محاورات کا اردو ترجمہ اور اس کے بعد شرح حافظ صاحب کی شرح کو استادان عصر اور ممتحن صاحبان علوم مشرقی پنجاب یونیورسٹی نے نہایت استحسان کی نظر سے دیکھا ہے اور یہ رائے ظاہر فرمائی ہے کہ اس کی موجودگی میں استاد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

بی اے اور ایم اے بننے کا آسان طریقہ

اگر آپ بی اے پاس کر کے گریجوایٹ بننا چاہتے ہیں۔ مگر کالج کے بھاری اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ تو آپ ہمارے کتب خانہ کی فہرست

علوم مشرقی

مفت طلب فرمائیں۔ اس میں وہ تمام ہدایات درج ہیں۔ جن کے مطابق آپ اپنے فرصت کے لمحات صرف کرنے سے قلیل عرصہ میں گریجوایٹ بن سکتے ہیں۔ اور تمام رکاوٹیں جو آپ کی ترقی کی راہ میں حائل ہیں دور ہو جائیں گی۔

ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نمبر ۴۸۳۲ منکہ مرزا بہادر بیگ ولد فوجدار خان قوم مغل برلاس پنشنر فوجی عمر ۷۵ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۰۵ء ساکن نسووالی ڈاکخانہ جلال پور جٹاں تحصیل و ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ر جون ۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے میری آمد صرف پانچ روپے ماہوار ہے جو بصورت پنشن فوج حاصل ہوتی ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔

العبد: ۔ مرزا بہادر بیگ ساکن نسووال

گواہ شد: ۔ محمد حسین احمدی دوکان دار نسووال۔

گواہ شد: ۔ کاتب الحروف محمد عبدالعزیز انسپکٹر بیت المال بقلم خود۔

نمبر ۴۸۱۹ منکہ زینب بی بی اہلیہ چوہدری شکر اللہ خان صاحب عزیز قوم جٹ عمر تخمیناً ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکنہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ر مئی ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

(الف) چوہدری شکر اللہ خان صاحب عزیز میرے خاوند میرے کفیل ہیں۔ میرا گزارہ میری کسی ذاتی جائداد یا آمدن پر نہیں ہے۔

(ب) تاہنوز میری ذاتی جائیداد صرف موازی ۳۶ کنال ۱۰ مرلہ اراضی ہے۔ جو میں نے خاوندم چوہدری شکر اللہ خان صاحب عزیز سے بعوض مبلغ ۱۷۰۰ (یکہزار ہفت صد روپیہ) بطور بیع شرعی قطعی خریدی ہوئی ہے۔ مگر بیعنامہ اس لئے باقاعدہ تحریر کرا کر رجسٹری نہیں کرائی گئی کہ میں موضع ڈسکہ خاص میں مالکہ اراضی نہیں ہوں۔ اور خطرہ تھا۔ کہ بسبب تفوق حقوق کوئی دیگر مالک بذریعہ شفعہ دعویٰ دخل یابی عدالت سرکاری میں دائر نہ کردے۔ تفصیل زر معاوضہ حسب ذیل ہے۔

(۱) بمد رقم حق مہر بقیہ حصہ واجب الوصول مبلغ ۵۰۰/۰۔ (۲) قیمت زیور جو خاوندم نے کپڑہ کی تجارت یعنی دکان بزازی شروع کرنے کے لئے مجھ سے قرضہ حسنہ برداشت کیا تھا۔ مبلغ ایک ہزار دوصد روپیہ میزان ۱۷۰۰/۰۔

(ج) میرے بھائیوں (چوہدری بشیر احمد چوہدری رشید احمد چوہدری نصیر احمد صاحبان) کی جائیداد میں سے جو انہیں والد ماجد چوہدری غلام احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ورثہ میں ملی۔ میرا شرعی حصہ تاہنوز قابل تقسیم واجب الوصول ہے۔

(د) اراضی مذکورہ ضمن ب خاوندم چوہدری شکر اللہ خان صاحب عزیز کی اپنی گرہ سے زر خرید پیدا کردہ ہے۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو وثیقہ بیعنامہ محررہ ۱۵ر ستمبر ۳۲ء مصدقہ سب رجسٹرار ڈسکہ مورخہ ۱۶ ۹/۳۲ منجانب نہال کور بیوہ و دھاوا سنگھ قوم جٹ ساکنہ ڈسکہ خاص مندرجہ بہ نمبر ۱۲۷۷ بہی نمبر ۱ جلد ۲۹۷ صفحہ ۱۳۷ تا ۱۳۹ بحق چوہدری شکر اللہ خان صاحب عزیز اور یہ ۳۶ کنال دس مرلہ اراضی بذریعہ آبپاشی چاہ ٹاہلی والہ عرف نہر والہ مزروعہ اور آباد ہے۔ اور موازی ۸ من ماقی غلہ گندم سالانہ لگان وصول ہوتا ہے میں اپنی آمدن کے ۱/۱۰ حصہ اور اپنی جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ کہ میں جب تک زندہ ہوں اپنی آمدن کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ اور میری وفات کے بعد میری جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز اگر میری وفات پر مزید برآں کوئی اور جائیداد بھی میرے نام میرے قبضہ تصرف میں ہوگی۔ جو خواہ منقولہ یا غیر منقولہ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ البتہ اس عرصہ میں اگر کوئی رقم میں خود یا میرے ورثاء میں سے کوئی وارث بطور قیمت حصہ جائیداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرکے رسید حاصل کرلیویں تو اس قدر رقم منہا کرکے صدر انجمن احمدیہ بقیہ حصہ کی مالک متصور ہوگی۔

مرقومہ ۱۴ر مئی ۳۷ء

العبد: ۔ زینب بی بی موصیہ بقلم خود

گواہ شد: ۔ شکر اللہ خان خاوند موصیہ

گواہ شد: ۔ چوہدری غلام محمد ڈسکہ قوم جٹ سابق

گواہ شد: ۔ پنڈت رام رتن کلرک ٹاؤن کمیٹی ڈسکہ بقلم خود

گواہ شد: ۔ مستری رحیم بخش امیر جماعت احمدیہ ڈسکہ

گواہ شد: ۔ محمد اسماعیل سیکرٹری جماعت احمدیہ ڈسکہ۔

گواہ شد: ۔ چوہدری احمد محمود نصر اللہ خان پسر موصیہ

جنرل ٹانک۔ دافع سرعت۔ مقوی باہ مشہور دوا ہے

امرت بوٹی

عمر رسیدوں۔ کمزور مردوں ناتوانوں۔ غلط کار نوجوانوں کی سچی رفیق ہے۔ پانی کی طرح پتلی منی کو گاڑھا کرتی ہے۔ منی کے جراثیم کو قوت دے کر نرینہ اولاد کے قابل بناتی ہے۔ قوت حافظ اور معدہ کو بے حد طاقت دیتی ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں انسان کو سرخ و سفید بنا دیتی ہے۔ ۱۰۰ گولی کی شیشی ۱۲ؔ/ ۵۰ گولی ۱۰ؔ/ ۲۵ گولی ۱/۴ دوستوں کے حالات آنے پر امرت طلاء جو بے ضرر ہے روانہ کیا جاتا ہے۔ امرت طلاء کی چھوٹی شیشی ۸/ شیشی کلاں عہ/ علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ: ۔ **منیجر احمدیہ یونانی فارمیسی جالندھر کینٹ پنجاب**

خوبصورت آنکھیں

تمام دن کی محنت اور مشقت کے بعد انسانی بدن کا ہر ایک عضو آرام چاہتا ہے۔ آنکھوں کو آرام اور ٹھنڈک پہنچانے کے لئے

"آئی ٹون" استعمال کیجئے!

جو آنکھوں کی جملہ امراض کیلئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک

ایجنٹوں کی ہر شہر میں ضرورت ہے

دی آئی ٹون کمپنی A-۳۰ میکلوڈ روڈ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گواہ شد:- چوہدری احمد مسعود نصر اللہ خان پسر موصیہ بقلم خود

کاتب وصیت ہذا چوہدری شکر اللہ خان خاوند موصیہ۔

نمبر ۹۱۴۲:- منکہ فقیر محمد ولد محکم قوم موچی ساکن سیکھواں تحصیل گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میرے پاس کوئی ایسی مستقل جائداد نہیں ہے۔ جس کا کوئی حصہ وصیت کرسکوں۔ صرف یہ عہد کے طور پر وصیت کرتا ہوں۔ کہ اپنی زندگی میں دس روپے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالہ کردوں گا۔ اگر میری وفات کے بعد میری جائداد اور ثابت ہو تو اس ۱/۱۰ حصہ بھی صدر انجمن احمدیہ مذکور لینے کی مستحق ہوگی۔

العبد:- فقیر محمد احمدی نشان انگوٹھا

گواہ شد:- خیر الدین سیکھواں بقلم خود

گواہ شد:- فتح دین احمدی سیکھواں نشان انگوٹھا

نوٹ:- موصی نے حصہ آمد کی بھی بعد میں وصیت کردی ہوئی ہے۔

سکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۴۸۲۱:- منکہ چوہدری شکر اللہ خان عزیزہ ولد حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ قوم جٹ ساہی پیشہ زمینداری عمر تخمینا چالیس سال تاریخ بیعت حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات سے چند یوم پہلے ساکن ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ مئی ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گذارہ میری اس سالانہ آمدن پر ہے۔ جو مجھے بصورت غلہ اور زر نقدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصول ہوتی ہے۔ چونکہ میری آمدن کی مقدار مقرر و معین نہیں ہے۔ اور اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے اس کی مستقل تخمینی تشخیص و صحیح میزان کی تعیین محال ہے بعد وضع مطالبات سرکاری یعنی اقساط لگان فصل خریف و فصل ربیع اور دیگر حبوب لازمہ مقررہ واجب الادا میری سالانہ آمدن کا تخمیناً اندازہ موازی ۔۔۔ مائی غلہ گندم درجہ دوم اور مبلغ ۔۔۔ ہے۔ چنانچہ میں اپنی جملہ آمدن بعد وضع واجبات سرکاری وغیرہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں کہ باقاعدہ تا زیست ۱/۱۰ دسواں حصہ آمدن داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر اگر میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ البتہ ایسی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت کے طور پر اگر میں کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو وہ رقم منجملہ قیمت ۱/۱۰ حصہ جائداد سے منہا کرکے بقیہ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی یا اس ۱/۱۰ حصہ کی بقیہ قیمت کی حقدار ہوگی۔ بشرطیکہ میرے ورثاء بقیہ حصہ قیمت ادا کرنا پسند کریں۔ لیکن قیمت کا اندازہ بذریعہ ثالث مقرر ہوگا۔ اور ثالث کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ اور تقرر ثالث کے لئے اس شرط کی پابندی لازم ہوگی۔ کہ ثالث مسلمہ طور پر احمدی اور متقی شخص ہو۔ میری آمدن میں اگر خدانخواستہ کمی واقع ہوگی۔ تو بھی اور اگر انشاء اللہ العزیز بیشی واقع ہوگی۔ تو بھی حسب حالات میں بحق صدر انجمن احمدیہ ۱/۱۰ حصہ آمدن کی ادائیگی کی وصیت کرتا ہوں۔ مرقومہ ۱۴ مئی ۱۹۳۶ء ڈسکہ وصیت ہذا بقلم شکر اللہ خان موصی تحریر نمود۔

العبد:- شکر اللہ خان موصی

گواہ شد:- چوہدری غلام محمد قوم جٹ ساہی نشان انگوٹھا

گواہ شد:- میاں محمد شفیع کارندہ چوہدری شکر اللہ خان

گواہ شد:- مستری رحیم بخش امیر جماعت احمدیہ ڈسکہ

نوٹ:- قابل توجہ و عمل در آمد متعلق ادائیگی حصہ آمدن وصیت ہذا اکر در آنکہ میری آمدن چونکہ بصورت غلہ و نقدی فصلانہ ہے۔ یعنی غلہ کی آمدن فصل ربیع میں اور نقدی کی آمدن فصل خریف میں مجھے وصول ہوتی ہے لہذا اگر میں بالمقطع حصہ آمدن ۱/۱۰ منجملہ و نقدی یکمشت ادا کرنا چاہوں تو فصل ربیع میں ادا کرویا کروں گا۔ اور اگر فصل وار ادائیگی کروں گا تو پھر منجملہ آمدن غلہ گندم ۱/۱۰ حصہ غلہ گندم درجہ دوم۔ ورنہ قیمت حسب شرح مقررہ کردہ مقامی پنچایت نرخ ہائے اجناس ۱/۱۰ حصہ غلہ گندم درجہ دوم۔ فصل ربیع میں اور ۱/۱۰ حصہ نقد آمدن فصل خریف میں ادا کردیا کروں گا۔

العبد:- شکر اللہ خان موصی

گواہ شد:- میاں محمد اسمٰعیل سکرٹری انجمن احمدیہ ڈسکہ

گواہ شد:- مستری رحیم بخش امیر جماعت احمدیہ ڈسکہ۔

شکریہ

میں ان احباب کا شکر گذار ہوں جنہوں نے میرے ایام علالت میں دعاؤں سے میری اعانت فرمائی۔ بالخصوص ان کا جو تکلیف فرما کر میری عیادت کے لئے تشریف لاتے رہے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے صحت ہے مگر کمزوری باقی ہے جس کے دور ہونے کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے۔ خاکسار:- محمد عبد اللہ اعجاز مولوی فاضل قادیان

سلطان بلیو بلیک انک فار آل فاؤنٹین پن

سوین انک کے مقابلہ میں فاؤنٹین پن کی سیاہی قادیان میں تیار کی گئی ہے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احباب نے مقابلۃً پن میں سیاہی استعمال کرکے تصدیق کی ہے۔ چنانچہ پہلے نیلا لکھتی ہے پھر سیاہ و پختہ ہوجاتی ہے (۲) دو گھنٹہ دن پانی سے نہیں دھلتی۔ (۳) ٹیوب کو خراب نہیں کرتی۔ (۴) ٹیوب میں جمتی نہیں (۵) روانگی سوین سے زیادہ ہے (۶) رنگت سوین کے برابر ہے قیمت فی شیشی ۳/ کمیشن ۳۳ فیصدی۔ اے رحیم اینڈ برادرز قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

قوت مردمی کی برقی مشین

وٹیلک

جس سے

ساٹھ سالہ بوڑھے بھی

فولادی

طاقت حاصل کرسکتے ہیں

شہر و دیہات

ہر جگہ

استعمال ہوسکتی ہے

نمائش و مفصل حالات

مفت

طلب فرمائیں

قیمت ۵۶ روپے

محصول ڈاک ۱۲/

ڈاکٹر ایم اسمعیل ۳۹

میکلوڈ روڈ بالمقابل

کشمیر بلڈنگ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجرّب نسخہ جات آپکے شاگرد کی دوکان سے

نعمت الٰہی لڑکے پیدا ہونیکی دوائی یہ دوائی مرد کو کھلائی جاتی ہے۔ ایسا کون ہے جسکو نرینہ اولاد کی خواہش نہ ہو اس بہتر ین ثمر کا ہر ایک انسان خواہشمند ہے جس گھر میں نرینہ اولاد نہ ہو کیا امیر کیا غریب ہر وقت اولاد کی خواہش رکھتے ہوئے اداس غمگین وغیرہ مصائب میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور جن کو مولا کریم نے نرینہ اولاد دی ہے۔ وہ بھی اور کی خواہش رکھتے ہیں۔ لہذا جن دوستوں کو اولاد کی ضرورت ہو۔ وہ ارسطوئے زمان استاذی المکرم حضرت مولانا شاہی طبیب حکیم نورالدین رض کی مجرب لڑکے پیدا ہونے کی دوائی استعمال کرکے بے ثمری کا داغ دور کریں مکمل خوراک چھ روپے علاوہ محصولڈاک۔ دواخانہ معین الصحت سے ملتی ہے۔

قبض کشا گولیاں قبض تمام بیماریوں کی ماں ہے۔ کبھی کبھار کی قبض بھی ناک میں دم کردیتی ہے۔ اور دائمی قبض سے تو اللہ تعالےٰ محفوظ وامن میں رکھے۔ آمین۔ دائمی قبض سے بواسیر ہوجاتی ہے۔ حافظ کمزور نسیان غالب ضعف بصر۔ دھند۔ کرے آشوب چشم ہوتا ہے۔ دل دھڑکتا ہے۔ ہاتھ پاؤں پھولتے ہیں۔ کام کو جی نہیں چاہتا۔ ہاضمہ بگڑ جاتا ہے۔ معدہ جگر تلی کمزور ہوتے ہیں اور کئی قسم کی بیماریاں آن موجود ہوتی ہیں۔ ہماری تیار کردہ قبض کشا گولیاں مذکورہ بالا بیماریوں کیلئے اکسیر سے بڑھکر ثابت ہوچکی ہیں۔ ان کے استعمال سے متلی یا گھبراہٹ قے وغیرہ نہیں ہوتی۔ رات کو کھاکر سو جائیں۔ صبح کو اجابت کھل کر آتی اور طبیعت صاف ہوجاتی ہے۔ ان کا استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت یک صد گولی عہ

مقوی دانت منجن اگر آپ کے دانت کمزور ہیں۔ مسوڑوں سے خون یا پیپ آتی ہے منہ سے بدبو آتی ہے۔ دانت ہلتے ہیں گوشت خورہ یا پائیوریا کی بیماری ہے دانت بیٹھتے ہیں۔ ان کیوجہ سے معدہ خراب ہے ہاضمہ بگڑ گیا ہے دانتوں میں کیڑا لگ گیا ہے تو ان امراض کیلئے ہمارا تیار کردہ مقوی دانت منجن استعمال کرنے سے بفضل خدا تمام شکایت دور ہوجاتی ہے اور دانت مضبوط ہوکر موتی کی طرح چمکتے ہیں قیمت ۲ اونس شیشی ۱۲/

تریاق گردہ درد گردہ ایسی موذی بلا ہے۔ کہ الامان جس کو ہوتا ہے وہی اس کی تکلیف کو جانتا ہے۔ اس کا دورہ جب شروع ہوتا ہے۔ اس وقت انسان زندگی کا خاتمہ سمجھتا ہے۔ اس کیلئے ہمارا تیار کردہ تریاق گردہ ومثانہ بیحد اکسیر ثابت ہوچکا ہے اس کی پہلی خوراک سے آرام شروع ہوجاتا ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا پتھری یا کنکری خواہ گردہ میں ہو خواہ مثانہ میں ہو خواہ جگر میں ہو سب کو باریک پیکر بذریعہ پیشاب خارج کرتا ہے۔ جب کنکر گھر کر باریک ہوجاتا ہے۔ اور اپنی جگہ سے اکھڑ جاتا ہے۔ تو بذریعہ پیشاب خارج ہوتا ہوا بیمار کو آگاہ کرجاتا ہے۔ اس کے بعد بیمار کو درد کی شکایت نہیں ہوتی۔ قیمت ایک اونس عہ

حب نظامی (رجسٹرڈ) یہ گولیاں موتی مشک زعفران کشتہ یشب عقیق مرجان وغیرہ سے مرکب ہیں۔ پٹھوں کو طاقت دینے میں بے مثل ہیں۔ حرارت غریزی کو بڑھانے میں بیحد اکسیر ہیں جن پر انسان کی صحت کا دارومدار ہے۔ طاقت مردمی کے بڑھانے میں لاجواب ہیں۔ کمزوری کی دشمن ہیں۔ طاقت وتوانائی کی دوست ہیں دل دماغ جگر سینہ گردہ مثانہ کو طاقت دیتی اور امساک پیدا کرتی ہیں۔ قوت باہ کے مایوسوں کیلئے تحفۂ خاص ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی چھ روپے (سے) المشتہر خاکسار

حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد حضرت خلیفۃ المسیح اول رض نورالدین اعظم دواخانہ معین الصحت قادیان

آج کل ہاضمہ کا پورا خیال رکھیں!

کیونکہ اس کی خرابی سے صحت بگڑتی ہے۔ بخار وغیرہ بھی سب اسی کے فساد ہیں۔ ہاضمہ کا پورا پورا خیال رکھیں۔ تو تمام موسمی تکلیفوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں اس موسم میں بھی صحت کی ترقی ہوسکتی ہے ہاضمہ کو مکمل صحت میں رکھنے کے لئے

امرت دھارا
رجسٹرڈ

کا استعمال بکثرت جاری رکھنا چاہئے۔ کوئی بھی تکلیف ہوجائے اسی پر زور دینا چاہئے۔ اسے دستوں میں انار دانہ کے پانی سے بار بار پینا چاہئے۔ اس کا استعمال ہر قسم کے انفلوئنزا وغیرہ بخاروں سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ کمال درجہ کی انٹی سپٹک بھی ہے۔ ہاضمہ ٹھیک رہے گا۔ تو قدرت کی نعمتوں سے فائدہ ہی فائدہ اُٹھائیں گے اور آج کل بھی صحت کی ترقی ہوتی دیکھیں گے۔

گھر میں رکھئے۔ جیب میں رکھئے۔ بھولئے نہیں۔ صحت۔ روپیہ اور وقت سب کو بچاوے گی!

قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنے (عہ/۲) نصف شیشی ایک روپیہ چار آنے (عہ/۱) نمونہ صرف آٹھ آنے (۸/)

احتیاط۔ نقلوں سے بچو۔ کیونکہ سخت ودیرینہ امراض میں دھوکہ دے کر دکھ وتشویش کو بڑھادیں گی۔ صحت کے معاملہ میں کبھی نقلوں پر اعتبار نہ کرو!

خط وکتابت وتار کے لئے پتہ:- **امرت دھارا ۱۲۵ لاہور**

المشتہر

مینیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ امرت دھارا ڈاک خانہ۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کیمبل پور ۲۷ جولائی معلوم ہوا ہے کہ پولیس کی بروقت مداخلت سے کوٹ فتح خان میں ایک شدید سکھ مسلم فساد ہوتے ہوتے رہ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ سکھوں نے کمشنر کے اس حکم کی خلاف ورزی کی تھی جس سے وہ صرف ۱۲ بجے سے ۳ بجے سہ پہر تک ندی کو نہانے کے لئے استعمال کر سکتے تھے۔ کل سکھ مقررہ وقت سے پہلے ہی ندی پر پہنچ گئے۔ اس وقت مسلمان عورتیں وہاں نہا رہی تھیں۔ پولیس نے فوراً اس کی اطلاع ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو دی جس نے سکھوں کے نمائندوں اور سردار صاحب آف کوٹ فتح خان کو نوٹس بھیجے ہیں کہ وہ کیمبل پور میں فریقین کی شہادتیں لینگے

لاہور ۲۷ جولائی۔ لاہور کی طرف دریائے راوی کا پانی کنارہ سے تقریباً دو فٹ نیچے ہے۔ گذشتہ رات دریا کا پانی یک لخت سوا چار فٹ کے قریب چڑھ گیا۔ حکام نے کنارے پر بسنے والے دیہات کے لوگوں کو متنبہ کر دیا ہے۔ کہ وہ اپنے مال و اسباب کا انتظام کر لیں۔

شملہ ۲۷ جولائی۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ریلوے ٹرینوں کی رفتار بڑھانے کے تجربے کامیاب ثابت ہو رہے ہیں۔ امید ہے کہ ریلوے بورڈ کے سپیشل آفیسر آئندہ چند ہفتوں کے اندر رپورٹ پیش کریں گے۔ جن گاڑیوں کی رفتار تیز کرنے کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔

شملہ ۲۷ جولائی۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ مندرجہ ذیل اشخاص پارلیمنٹری پرائیویٹ سکرٹری مقرر کئے گئے ہیں۔ وزیر اعظم کے پارلیمنٹری پرائیویٹ سکرٹری سید امجد علی شاہ اور بھگت ہنسراج۔ ریونیو منسٹر کا پارلیمنٹری پرائیویٹ سکرٹری سردار جگجیت سنگھ مان۔ وزیر ترقیات کا پارلیمنٹری پرائیویٹ سکرٹری۔ پروفیسر ڈبلیو رابرٹس فنانس منسٹر کا راے بہادر چوہدری شام لال۔ وزیر مفاد عامہ کا محمد فیاض علی خان۔ وزیر تعلیم کا خانبہادر میاں مشتاق احمد گورمانی۔ اس کے علاوہ پارلیمنٹری سکرٹری بھی مقرر ہوتے ہیں معلوم ہوا ہے۔ کہ پارلیمنٹری پرائیویٹ سکرٹریوں کو ماہوار ۲۵۰ روپیہ الاونس ملے گا۔ اور پارلیمنٹری سکرٹریوں کو ۵۰۰ روپے تنخواہ ملے گی۔

قاہرہ ۲۷ جولائی۔ برطانیہ سے مصر کے لئے اسلحہ و بارود کا پہلا چالان قاہرہ پہنچ چکا ہے۔ اس میں جدید ترین توپیں اور رائفلیں بھی موجود ہیں۔ مصر کی وزارت حربیہ نے دفاع قومی کی سکیم کی تکمیل کے پیش نظر ۳ ہزار رنگروٹوں کی بھرتی کا حکم دیا ہے۔ جنہیں سرحد لیبیا پر فوجی تربیت دی جائے گی۔

برلن ۲۷ جولائی۔ حکومت جرمنی نے جرمنی سے یہودیوں کے اخراج کے متعلق ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ ۱۹۳۶ء میں ۱۳۰۹۴ یہودی جرمنی سے مختلف ممالک کو روانہ ہوئے۔ ۸ ہزار ۶ سو یہودی فلسطین میں پناہ گزین ہوئے۔ ۵۷۳ برطانیہ میں چلے گئے۔ ۸۶۸ امریکہ گئے ۳۰۰ نے روس اور ۵۴ نے ہسپانیہ کی راہ لی

پیکنگ ۲۷ جولائی۔ پیکنگ سے دوسرے شہروں کو جانے والے تمام تار کاٹ دیئے گئے ہیں۔ ٹیلیفون کے تار بھی خراب کر دیئے گئے ہیں۔ شہر میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا ہے۔ شہر کے باہر جاپانیوں اور چینیوں میں تصادم ہوا۔ لیکن چینی محافظوں نے جاپانی سپاہیوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا

جھانسی ۲۷ جولائی معلوم ہوا ہے کہ یوپی کی کانگرسی حکومت ایکٹ بلدیات میں نمایاں تبدیلی کرانا چاہتی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہر بالغ کو رائے دہی کا حق دیا جائے نامزدگیوں کا طریق اڑا دیا جائے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں اور کمشنروں کا کنٹرول ہٹا دیا جائے۔ پولیس کو میونسپل بورڈ کے ماتحت کر دیا جائے۔

لنڈن ۲۷ جولائی ہسپانیہ سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ میڈرڈ کے مغربی محاذ پر باغیوں اور سرکاری افواج میں زبردست جنگ ہوئی جس میں باغیوں کے ۲۵ ہزار اشخاص ہلاک اور زخمی ہوئے۔ سلامینکا سے ایک اعلان جاری ہوا ہے کہ باغیوں کی فوج آگے بڑھ رہی ہے۔ حال میں جو یہاں جنگ ہوئی تھی۔ اس میں ۵۰ سرکاری ٹینک تباہ کر دیئے گئے ہیں۔

شملہ ۲۷ جولائی مسٹر ستیہ مورتی نے مرکزی اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں مختلف مقامات پر بحث کے لئے التوا کی پانچ تحریکوں کا نوٹس دے رکھا ہے۔ اسمبلی کی کانگرس پارٹی کے سکرٹری کو انہوں نے ایک خط لکھا ہے جس میں تجویز پیش کی ہے۔ کہ پارٹی کی طرف سے اسمبلی میں اس مطلب کا ریزولیوشن پیش کیا جائے۔ کہ حکومت کو فوجی اخراجات میں تخفیف کرنی چاہئیے۔ تاکہ اس طرح جو بچت ہو اس سے مختلف صوبائی حکومتوں کی امداد کی جاسکے۔

لنڈن ۲۷ جولائی۔ چار گھنٹے کی نشست کے بعد مجلس عدم مداخلت کی سب کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ کمیٹی کی رکن تمام حکومتوں کو برطانی تجاویز کے متعلق ایک قرطاس ابیض بھیجا جائے اور ساتھ ایک مختصر نوٹ دیدیا جائے جس میں برطانوی تجویز کے تو نکات کے متعلق ہر گورنمنٹ کا عندیہ دریافت کیا گیا ہو۔ جوابات جمعرات سے پہلے پہلے موصول کر لئے جائیں۔ تاکہ سب کمیٹی جمعہ کو اپنا اجلاس منعقد کر سکے

شملہ ۲۸ جولائی۔ آج مرکزی اسمبلی کی مجلس منتخبہ کا مسلم شریعت بل پر غور کرنے کے لئے ایک اجلاس منعقد ہوا۔ کمیٹی کل تک اپنی مساعی ختم کر دے گی۔ مجلس منتخبہ کے ارکان اور بہت سے اصحاب کے علاوہ سر این این سرکار۔ ڈاکٹر ضیاء الدین۔ مسٹر محمد یعقوب۔ مولانا شوکت علی۔ سر یامین خان مولوی غلام بھیک نیرنگ اور مسٹر فضل حق پراچہ ہیں۔

امرتسر ۲۷ جولائی۔ گیہوں حاضر ۳ روپے ۴ آنے ۹ پائی۔ نخود حاضر ۲ روپے ۵ آنے۔ کھانڈ دیسی ۷ روپے ۸ آنے سے ۹ روپے تک سونا دیسی ۳۵ روپے ۶ آنے اور چاندی ۵۰ روپے ۴ آنے ہے۔

بمبئی ۲۸ جولائی۔ لکھنؤ میں لیگ کے ممبروں نے فرقہ وارگفت و شنید کو جو اہمیت دی ہے۔ اس کے متعلق مسٹر جناح نے ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان باعزت مصالحت کے لئے تیار ہیں آگے چل کر انہوں نے لکھا۔ کہ ماہ مئی میں انہوں نے گاندھی جی سے فرقہ وار مصالحت کرنے کی اپیل کی تھی۔ لیکن گاندھی جی نے جواب میں لکھا "کاش میں اس بارے میں کچھ کر سکتا۔ مگر میں بالکل بے بس ہوں۔"

بمبئی ۲۸ جولائی بمبئی کی کانگرس وزارت نے سردار پٹیل اور مولانا ابوالکلام آزاد سے مشورہ کے بعد تمام سیاسی قیدیوں کو جن میں تشدد کے بعض مجرم بھی شامل ہیں رہا کرنے کے احکام جاری کر دیئے ہیں۔

لنڈن ۲۸ جولائی۔ برطانوی تجاویز متعلقہ عدم مداخلت پر غور و فکر کرنے کے بعد روسی نمائندہ متعینہ لنڈن نے اس امر کا اعلان کیا ہے کہ روس نے کسی موقعہ پر بھی اس بات پر اظہار رضامندی نہیں کیا۔ کہ مفتوحہ علاقہ پر جنرل فرانکو کی حکومت تسلیم کر لی جائے۔

الہ آباد ۲۸ جون اطلاع موصول ہے کہ انڈین نیشنل کانگرس کا سالانہ اجلاس ۱۲ یا ۱۴ فروری ۱۹۳۸ء کو منعقد ہوگا

مدراس ۲۸ جولائی معلوم ہوا ہے کہ سر کرشنا سوامی آئر ایڈووکیٹ جنرل نے

نوٹس

سیر و تفریح کے لئے سپیشل ٹرینیں

آمد و روانگی کے اوقات اور درجہ سوم کی شرح کرایہ

یہ ٹرینیں لدھیانہ سے بادامی باغ (لاہور) تک اور واپس ہر اتوار کو اگست ۱۹۳۷ء کے دوران میں خاص طور پر تخفیف کردہ شرحوں پر چلائی جایا کریں گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نقشہ اوقات روانگی و آمد

اپ				ڈاؤن	واپسی کرایہ درجہ سوم روپیہ	آنہ	پائی
۵ بجکر ۵ منٹ	روانگی	لدھیانہ	آمد	۲۲ بجکر ۱۵ منٹ	۱	۴	—
۶ بجکر ۴ منٹ	آمد	پھگواڑہ	روانگی	۲۱ بجکر ۳۹ منٹ	۱	۰	۰
۶ بجکر ۲۳ منٹ	روانگی		آمد	۲۱ بجکر ۳۷ منٹ			
۶ بجکر ۳۴ منٹ	آمد	جالندھر شہر	روانگی	۲۱ بجکر ۱۳ منٹ	۰	۱۴	۰
۶ بجکر ۵۰ منٹ	روانگی		آمد	۲۱ بجکر ۵ منٹ			
۷ بجکر ۴ منٹ	آمد	کرتارپور	روانگی	۲۰ بجکر ۵۰ منٹ	۰	۱۲	۰
۷ بجکر ۷ منٹ	روانگی	—	آمد	۲۰ بجکر ۴۷ منٹ			
۸ بجکر ۶ منٹ	آمد	امرتسر	روانگی	۱۹ بجکر ۵۰ منٹ	۰	۶	۰
۸ بجکر ۱۶ منٹ	روانگی		آمد	۱۹ بجکر ۴۰ منٹ			

اپ				ڈاؤن	واپسی کرایہ درجہ سوم
۹ بجکر ۱۵ منٹ	آمد	لاہور	روانگی	۱۸ بجکر ۵۳ منٹ	
۹ بجکر ۲۶ منٹ	روانگی		آمد	۱۸ بجکر ۴ منٹ	
۹ بجکر ۳۰ منٹ	آمد	بادامی باغ	روانگی	۱۸ بجکر ۳۴ منٹ	

(۱) آرکسٹرا کا خاص انتظام کیا جائے گا۔

(۲) لاہور میں مشہور مقامات کی سیر و تفریح کیلئے بسوں کے سپیشل ٹکٹ علیحدہ ہونگے جو گیارہ آنہ فی ٹکٹ کے حساب سے ملینگے۔

(۳) بادامی باغ ریلوے سٹیشن پر ارزاں شرحوں پر خوراک کا انتظام ہوگا۔

(۴) ہر سپیشل گاڑی کی روانگی سے چار روز پیشتر بکنگ شروع ہوگا۔

مزید تفصیلات کے لئے متعلقہ سٹیشن ماسٹروں۔ یا ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ لاہور۔ یا ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے سے درخواست کی جائے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

کی

سیر و تفریح کی سپیشل ٹرینیں لدھیانہ سے بادامی باغ (لاہور) تک

چونکہ مذکورہ بالا سیر و تفریح کی ٹرینوں میں جو اگست ۱۹۳۷ء کے دوران میں ہر اتوار کو چلا کریں گی۔ بہت بھیڑ کا امکان ہے۔ اس لئے یہ ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ ہر متعلقہ سٹیشن سے جاری ہونے والے ٹکٹوں کی تعداد کو حسب ذیل طریق پر محدود کر دیا جائے +

لدھیانہ	۵۰۰
پھگواڑہ	۱۰۰
جالندھر شہر	۲۰۰
کرتارپور	۱۰۰
امرت سر	۲۰۰

مسافروں کو مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ مایوسی سے بچنا چاہتے ہیں۔ تو پیشگی ٹکٹ حاصل کریں۔ ہر ٹرین کے روانہ ہونے سے چار دن قبل ان سٹیشنوں پر سے ٹکٹ خریدے جا سکتے ہیں۔

چیف کمرشل منیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے

ماء الذہب

سونے کے استعمال کے اور سب طریقوں سے یہ طریقہ سب سے زیادہ مؤثر ثابت ہوا ہے۔ ہر قسم کی کمزوری کے لئے سونا ایک خاص چیز ہے۔ مگر محلول سونے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ فوراً ہی خون میں جذب ہو کر اپنا اثر شروع کر دیتا ہے۔ اور اعضائے رئیسہ پر اس کا اثر بہت جلد معلوم ہوتا ہے۔ معدہ پر اس کا اثر غذا کی خواہش زیادہ ہونے کی صورت میں محسوس ہوتا ہے۔ سل اور دق کے مریضوں کے لئے اس کا استعمال عرق گاؤزبان عنبری کے ساتھ نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ ضعف باہ کے مریض اس کو ویدک یونانی دواخانہ دہلی کے تیار کردہ شربت مفرح کے ساتھ استعمال کر کے موسم گرما میں بھی بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے دوران استعمال میں دودھ۔ مکھن وغیرہ خوب کھا سکتے ہیں۔ یہ ایک عجیب و غریب شے ہے۔ جو فوراً ہی اپنا اثر دکھاتی ہے +

قیمت فی تولہ عہ فی ماشہ ۴ر

المشتہر

منیجر ویدک یونانی دواخانہ زینت محل دہلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمانِ تست

"زبان سے فرمانبرداری کا دعوے کرنا کوئی چیز نہیں۔ عمل اصل چیز ہوتی ہے ورنہ مونہہ سے اطاعت کا دعوے کرنے والا سب سے زیادہ منافق بھی ہوسکتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے تحریک جدید میں وعدہ کیا۔ منافق ہیں۔ مگر کئی تھے جنہوں نے پہلے سال وعدہ کیا۔ اور پھر وعدہ پورا بھی کیا۔ مگر دوسرے سال کی تحریک میں آکر رہ گئے۔ ایسے لوگ ایک سالہ مومن تھے۔ ان کی دوڑ پہلے سال میں ختم ہوگئی۔ دوسرے سال کی تحریک میں وہ شریک نہ ہوسکے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ پہلے سال شور مچاتے تھے۔ کہ جو قربانی لینی ہے۔ ابھی لے لو۔ ایسے تمام لوگوں کو معلوم ہونا چاہئیے۔ کہ ہم نے اسی لئے تحریک جدید کے متعلق تین سال کی شرط لگا دی تھی۔ تا وہ جو پہلے یا دوسرے قدم پر تھک کر رہ جانے والے ہوں۔ وہ پیچھے ہٹ جائیں۔ اور خالص مومن باقی رہ جائیں۔"

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ ارشاد پیش کرنے کے بعد تیسرے سال کا وعدہ کرنے والے مخلصین سے گذارش ہے۔ کہ وعدہ کے پورا کرنے میں بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے۔ اس قلیل عرصہ میں انہیں اپنے وعدہ کو عملی جامہ پہنا کر اپنے ایمان کا ثبوت دینا چاہئیے۔ جن دوستوں کا یہ خیال تھا۔ کہ سال کے آخر میں ادا کر دینگے۔ انہیں معلوم ہو کہ سال کا آخر قریب آگیا ہے۔ اگر اب بھی وہ توجہ نہیں کرینگے۔ تو احتمال ہے کہ قربانی کے ثواب سے محروم رہ جائیں۔ پس جن کا وعدہ پورا نہیں ہوا خواہ ایک قسط ہی باقی ہے۔ یا سالم رقم وہ جلد ارسال فرما دیں۔ فنانشل سکرٹری تحریک جدید

مصری ملتانی اور مہر دین آتشباز کا اتحاد

ایک صاحب لکھتے ہیں:-

۲۲ر جولائی کو صبح سات بجے کے قریب میں منڈی بٹالہ میں ایک دوکان پر بیٹھا تھا۔ کہ غالباً صبح کی گاڑی سے اتر کر شیخ عبدالرحمن مصری اور فخر الدین ملتانی اور مہر دین آتش باز میرے پاس سے گذر کر موٹروں کے اڈے کی طرف گئے۔ تینوں آپس میں جھوم جھوم کر اور سر ہلا ہلا کر باتیں کرتے جاتے تھے۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر دل میں درد اٹھا اور بے ساختہ انا للہ وانا الیہ راجعون زبان سے نکلا۔

خاکسار
محمد مولاداد مدرس تارا گڑھ ارائیاں

احباب کی اطلاع کے لئے یہ بتا دینا ضروری ہے۔ کہ یہ مہر دین آتش باز وہی ہے۔ جو بارہا ٹوٹی پھوٹی اردو اور پنجابی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف سخت توہین آمیز تقریر کرتا رہا ہے اور ہندوؤں اور احرار کی طرف سے آئے دن جماعت احمدیہ کو تنگ کرنے کے لئے جو مقدمات دائر کئے جاتے ہیں۔ ان میں مختار ہوتا ہے۔ چنانچہ آج کل بھی اسی قسم کے کئی مقدمات وہ کر رہا ہے۔

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۸ جولائی ۱۹۳۷ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخلِ احمدیت ہوئے:

869	غلام نبی صاحب	رعناداری سرینگر کشمیر
870	عبداللہ صاحب	اودھم پور "
871	لطیف اللہ صاحب	" "
872	اکبر صاحب گوجر	" " "
873	محمد صاحب	ضلع سرگودہا
874	Ngongo.	Tabora. E. Africa
875	Mbruki.	" "
876	Bakari.	" "
877	Abdul Khair.	" "
878	Ramzani.	" "
879	Changufu.	" "
880	Hamdala.	" "
881	Firyala.	" "
882	Hamisinyembo.	" "
883	Miftah.	" "
884	Juma.	" "
885	Fragi.	" "
886	Umari	" "
887	Usmani.	" "
888	Ismail.	" "
889	Saidi.	" "
890	Suidi.	" "
891	Umari.	" "
892	Abdullah.	" "
893 894	Sudi. Juma.	" "
895	Ramadhani.	" "
896	Yakulti.	" "
897	Khamissi	" "
898	Simagoa D/o Chaquima	" "
899	Sombe " Hams	" "
900	Saidi.	" "
901	Farijalla	" "
902 903	Ali. Saidi	" "
904	Ngnzo	" "
905	Farijalla.	" "
906	Khallafu.	" "

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل بسم اللہ الرحمن الرحیم
قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ

خطبہ جمعہ

شیخ عبدالرحمٰن مصری کے ایک اشتہار کا جواب

عقل وخرد سے آزاد نظریہ اور قربانی کرنے کا جھوٹا ادعا

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۶- جولائی ۱۹۳۷ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ کل مجھے

ایک اشتہار

ملا ہے۔ جو شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس میں جماعت احمدیہ کو خطاب کیا ہے۔ اور اس اشتہار کی ابتدا قرآن کریم کی ایک آیت سے کرتے ہیں۔ جو یہ ہے ولا یجرمنکم شنآن قوم علےٰ الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔ یعنی کسی قوم کی دشمنی اور عداوت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے۔ اور نہ اُکسائے۔ کہ تم عدل کو چھوڑ دو۔ چاہیئے۔ کہ عدل کرو۔ یہ تقوےٰ کے قریب ہے ؛

اس کے بعد

جماعت احمدیہ سے گلہ

کیا ہے۔ کہ کیوں بغیر تحقیق کے شیخ صاحب کے خلاف اس نے ریزولیوشنز پاس کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ جماعت کے دوستوں کو چاہیئے تھا۔ پہلے تحقیقات کرتے۔ اور پھر کوئی رائے قائم کرتے۔

اور پھر بتایا ہے۔ کہ

جماعت کو دھوکا

دیا گیا ہے۔ کہ گویا مصری صاحب اپنے اثر ورسوخ کی بنا پر خلیفہ کو دھمکی دیتے ہیں۔ اور اس طرح جماعت میں اشتعال پیدا کر دیا گیا ہے۔ اور ان کو مرتد۔ منافق۔ فاسق۔ فتنہ پرداز۔ بدباطن وغیرہ الفاظ سے یاد کیا جانے لگا ہے ؛

پھر وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے بڑائی کا کوئی دعوےٰ نہیں کیا۔ میرے تینوں خطوط اس قسم کے دعوے سے خالی ہیں۔ بلکہ میرے خطوط میں تو عجز وانکسار کا اظہار ہے۔ اور پھر اپنے وہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ جو الفضل میں درج ہو چکے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ان سے غلط نتیجہ نکالا گیا ہے۔ میں نے ان الفاظ میں اپنی کسی شان کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ عاجزی کا اظہار کیا ہے۔ اور پھر وہی شکایت کرتے ہیں۔ جس کا ازالہ میں پچھلے خطبہ میں کر چکا ہوں۔ یعنی یہ کہا جاتا ہے۔ کہ میں نے لکھا تھا۔ کہ میں جماعت سے علیحدہ ہو جاؤنگا حالانکہ میں نے جماعت سے نہیں۔ بلکہ بیعت سے الگ ہونے کا لکھا تھا۔ اور پھر اس امر پر بحث کرتے ہیں۔ کہ بیعت سے خارج ہونا جماعت سے خارج ہونا نہیں اور اس کی مثال یہ دیتے ہیں۔ کہ حضرت علی رضؓ نے چھ ماہ تک حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی تھی۔ مگر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اس وقت وہ مسلمان نہیں رہے تھے۔ اسی طرح بعض اور

صحابہ کی مثالیں

دی ہیں۔ پھر جماعت سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ یہ پُرفریب طریقہ خلیفہ نے اس لئے اختیار کیا ہے۔ کہ لوگوں کی توجہ مصری صاحب کی طرف نہ ہو سکے۔ اور جماعت ان کے براہین پر غور نہ کرے۔ اور پھر لکھتے ہیں۔ کہ صحیح طریق یہ تھا کہ جب میں نے الزام لگائے تھے۔ تو خلیفہ کو لازم تھا۔ کہ ایک آزاد کمیشن بٹھاتے مگر اس کے بجائے جماعت سے میرے اخراج کا اعلان کر دیا گیا ؛

پھر کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کا طریق یہ تھا۔ کہ جب انہیں کوئی شکایت ہوتی۔ وہ خلیفہ کے پاس جاتے۔ اور اپنی شکایات پیش کرتے۔ اور خلیفہ علےٰ الاعلان اپنی غلطی کا اعتراف کرتا۔ اور آئندہ کے لئے اس سے رجوع کرتا تھا۔ اور پھر آخر میں یہی لکھتے ہیں۔ کہ ایک آزاد کمیشن مقرر ہونا چاہیئے۔ جو تحقیقات کرے۔ اور اپیل کرتے ہیں۔ کہ دوستو اُٹھو اور

مومنانہ جرأت

سے کام لو۔ اس میں خلیفہ کی اجازت کی ضرورت نہیں ؛

یہ خلاصہ ہے ان کے اشتہار کا۔ اور جنہوں نے پڑھا ہے۔ پڑھا ہی ہوگا۔ عجیب بات یہ ہے۔ کہ اس سارے اشتہار میں یا اس سے کسی پہلے اشتہار میں یہ نہیں بتایا۔ کہ

میں الزام کیا لگاتا ہوں

یہ تو ہے۔ کہ اٹھو۔ دَوڑو۔ فکر کرو سب ہی کچھ کرو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر الزام تم خود ہی دریافت کرو۔ اور تحقیقات بھی خود ہی کرو۔ کیا کوئی عقلمند مصری صاحب کی اس بات کو سمجھ سکتا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں میں الزام تو ایسے لگاتا ہوں۔ کہ جن کی موجودگی میں انسان بیعت میں نہیں رہ سکتا۔ اور انہی کی وجہ سے میں جماعت سے نکل گیا ہوں۔ مگر میں ان کا ذکر نہیں کرتا۔ تم لوگ خود ان الزامات کی تحقیق کرو۔ میں الزام خود نہیں بتاؤں گا۔ تمہیں چاہیئے کہ خود تلاش کرو۔ بھلا کون ایسا پاگل ہوگا۔ کہ الزام لگانے والا تو کوئی بیان نہیں دیتا۔ کوئی ثبوت نہیں دیتا۔ اور یہ خود

سب باتوں کی تحقیقات

کرتا پھرے۔ تحقیقات کرنا تو انسانی فطرت میں داخل ہے۔ ہر انسان جج ہے۔ جب وہ کوئی بات سنتا ہے تو اس کی تحقیقات میں لگ جاتا ہے اس کی کوئی نہ کوئی بنا قائم کرتا ہے اور پھر اس کے متعلق کوئی نہ کوئی فیصلہ کرتا ہے۔ اور یہ روزمرہ ہوتا ہے۔ ہر انسان کے دماغ میں اللہ تعالےٰ نے ایک جج بٹھا دیا ہے۔ مگر

مصری صاحب کا طریق

بالکل نرالا ہے۔ جو حضرت آدمؑ سے لے کر آج تک کسی نے اختیار نہ کیا ہوگا۔ وہ کہتے ہیں الزام بھی خود ہی دریافت کرو۔ اور تحقیقات بھی خود ہی کرو۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ جانتے ہیں۔ کہ الزامات بیان کرتے وقت ان کو کوئی معین کہانی بیان کرنی پڑے گی۔ ممکن ہے اعتراضات کی بوچھاڑ ہو تو پھر اس کہانی میں کسی تبدیلی کی ضرورت پیش آئے۔ یا اس کو بالکل چھوڑ دینا مناسب ہو یا جو گواہ پیش کرنے ہوں وہ میسر نہ ہوں یا ان میں تبدیلی کی ضرورت ہو۔ یا ان پر کوئی اعتراض ہو۔ یا حملہ

قرآنی تعلیم کے خلاف

ہو۔ تو انہوں نے آسان راہ یہ سوچی۔ کہ میں صرف یہ شور مچاتا رہوں۔ کہ کچھ الزام ہیں۔ کچھ الزام ہیں۔ جماعت تحقیق کرے تاکہ لوگ اپنے طور پر جو الزام معلوم کریں۔ اگر وہ ان کو غلط ثابت کردیں۔ تو میں کہدوں کہ میں نے تو یہ الزام نہیں لگائے۔ یہ تو آپ خود لگا رہے ہیں۔ یا تفصیلات جرح میں غلط ثابت کردی جائیں۔ تو میں کہدوں۔ کہ میں نے تو یہ نہیں کہا تھا۔ اور پھر اپنے مطلب کے مطابق تفصیلات گھڑلوں حالانکہ جو لوگ ان کے ساتھ متفق ہیں وہ برابر لوگوں سے کہے جا رہے ہیں کہ ہمیں الزامات معلوم ہیں۔ اور خفیہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ حتےٰ کہ دور دراز کے پیغامی بھی

نہائت گندہ پروپیگنڈا

کر رہے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے سامنے انہیں وہ باتیں بیان کرنے سے ہچکچاہٹ ہے۔ جن باتوں کو وہ میاں ملتانی اور میاں عبدالعزیز اور اور پیغامیوں سے مزے لے لے کر بیان کر رہے ہیں۔ وہ مبایعین سے کیوں نہیں کہتے۔ وہاں خالی تحقیق کی تکرار کیوں کر رہے ہیں۔ غرض مصری صاحب کی یہ حرکت ایک ایسی حرکت ہے۔ کہ دنیا کا

کوئی معقول آدمی

اسے سمجھ نہیں سکتا۔ میں نے دنیا میں عجیب عجیب لوگ دیکھے ہیں۔ مگر ایسا شخص کوئی نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ ایک عورت میرے پاس آئی۔ اور کہنے لگی کہ آپ نے اتنے محکمے بنائے ہوئے ہیں۔ قضاء ہے امور عامہ ہے لوکل کمیٹی ہے۔ مگر میرا مقدمہ اتنی مدت سے پڑا ہے اس کا کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔ میں نے کہا تم تسلی رکھو میں اس کی تحقیقات کراؤنگا چنانچہ میں نے دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے مقدمہ کا فیصلہ ہو چکا ہوا ہے۔ وہ جب پھر آئی۔ تو میں نے کہا کہ تمہارا فیصلہ تو ہو چکا ہے شکایت کس بات کی ہے۔ تو کہنے لگی۔ کہ وہ بھی کوئی فیصلہ ہے۔ وہ تو میرے خلاف ہے۔ فیصلہ کرنا ہے تو سیدھی طرح کیا جائے۔ یہ کیا فیصلہ ہے۔ کہ مجھے کہدیا تم غلطی پر ہو۔ تو میں نے دنیا میں ایسے ایسے بے وقوف بھی دیکھے ہیں۔ مگر ایسا بے وقوف کوئی نہیں دیکھا کہ جو کہے کہ الزامات میں لگاتا ہوں مگر انہیں میں بیان نہیں کرتا۔ تم خود ہی معلوم کرو۔ اور پھر خود ہی تحقیقات کرو یہ

عقل و خرد سے کلی طور پر آزاد نظریہ

میں نے صرف مصری صاحب سے ہی سنا ہے۔ آخر کوئی تو وجہ ہے۔ جو وہ اپنے عائد کردہ الزامات کو بیان نہیں کرتے یا تو وہ قانون کی گرفت سے ڈرتے ہیں۔ یا اخلاق سے اور یا پھر شریعت سے۔ وہ لوگوں کو تو کہتے ہیں کہ بیخوف ہو جاؤ۔ مگر خود ڈرتے ہیں۔ اور جب بے خوف ہو جانے کا وعظ کرنے والا خود بے خوف نہ ہو تو دوسرے کس طرح ہو سکتے ہیں۔

انگریزوں میں ایک قصہ

مشہور ہے۔ کہ کوئی شخص اپنی بیوی اور سالی کے ساتھ تماشہ دیکھنے گیا۔ مگر جاتے ہوئے گھر کا دروازہ بند کرنا بھول گیا۔ واپسی پر دروازہ کھلا دیکھا۔ تو خیال کیا کہ کسی نے بعد میں کھولا ہے۔ اور سمجھا کہ ضرور کوئی چور اندر چھپا بیٹھا ہے مغربی تمدن میں یہ بات داخل ہے۔ کہ عورت کو اعزاز کا مقام دینے کے لئے دعوت وغیرہ کے موقعہ پر پہلے اُسے اندر داخل کرتے ہیں۔ اور پھر خود ہوتے ہیں۔ اب یہ تینوں ڈرتے تھے۔ اسلئے باہر ہی کھڑے ہو گئے۔ مرد ڈرتا تھا کہ اگر میں پہلے داخل ہُوا۔ تو ایسا نہ ہو کہ اندھیرے میں چور مجھ پر حملہ کر دے۔ اس لئے پیچھے ہٹ کر کہنے لگا۔ Ladies first یعنی عورتیں پہلے داخل ہوں۔ اور اس طرح اپنی طرف سے اخلاق کا اظہار کیا حالانکہ وہ بزدلی کا اظہار کر رہا تھا۔ جب اس نے یہ کہا تو اس کی سالی جھٹ بولی۔ کہ میں تو جاکر پولیس میں پہلے اطلاع دیتی ہوں۔ اور دراصل اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ میں یہاں سے بھاگوں۔ اس کی بہن کہنے لگی۔ کہ یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ میں اس وقت تمہیں اکیلی جانے دوں میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ اور وہ بھی اس کے ساتھ چل پڑی۔ مرد نے یہ دیکھا تو جھٹ بول اٹھا۔ کہ بیشک چور کا معاملہ بہت اہم ہے۔ مگر تم دونوں کا اکیلے جانا اس سے بھی

زیادہ اہم

ہے۔ اور یہ کہکر وہ خود بھی ان کے ساتھ چل پڑا۔ یہی حال شیخ مصری صاحب کا ہے۔ عجیب بات ہے کہ یہ شخص علی الاعلان الزام لگاتا ہے۔ اس وقت تک چھ اشتہار شائع کر چکا ہے۔ اور دستی اشتہار ملائے جائیں۔ تو سترہ اٹھارہ بن جاتے ہیں۔ اور شور مچا رہا ہے کہ لوگو ظلم ہو گیا۔ میں نے بیعت چھوڑ دی۔ مگر اس سوال کا جواب کہ کیوں؟ میں نہیں دیتا تم خود تحقیقات کرو حالانکہ جو الزام لگاتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ بتائے اور ثبوت پیش کرے۔ نہ یہ کہ جس پر الزام لگایا جاتا ہے۔ وہ تلاش کرتا پھرے۔ ایک شخص کسی کے کان میں کہدے کہ تو چور ہے۔ اور پھر کہے کہ یہ بتاتا کیوں نہیں۔ میں نے اس پر کیا الزام لگایا ہے۔ تو یہ

الزام لگانیوالے کا کام

ہوتا ہے۔ کہ بتائے کیا الزام ہے۔ اور اس کے کیا ثبوت ہیں۔ مگر مصری صاحب ساری دنیا کو تحقیقات کے لئے بلاتے ہیں۔ مگر کہتے یہ ہیں کہ میں بتاتا کچھ نہیں یہ بھی تم خود ہی معلوم کرو۔ کہ الزام کیا ہیں۔ یہ کہنا بھی درست نہیں۔ کہ کمیشن بٹھایا جائے تو ثبوت پیش کروں گا۔ کیونکہ اگر ان کو یہ امید ہے۔ کہ جماعت خلیفہ پر کمیشن بٹھائے گی۔ تو اس کے لئے بھی تو ان کو کوئی الزام معلوم ہوگا۔ کوئی

ابتدائی ثبوت

ملیں گے۔ تو ایسی تحریک ہو سکتی ہے بغیر اس کے کس طرح ہو سکتی ہے۔ آخر ایک جماعت کو بے ایمان بنانا کوئی ایسا آسان امر تو نہیں۔ کہ مصری صاحب کہیں گے کہ چھوڑ دو خلیفہ کو اور وہ چھوڑ دیں گے۔ اگر جماعت احمدیہ کے ایمان سے مصری صاحب کو اپنے ایمان کی کمزوری کی وجہ سے واقفیت نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو انسانی فطرت سے تو کچھ آگاہی ہونی چاہیئے۔ مومن تو الگ رہے۔ کافر بھی محض یہ سنکر اپنے پیاروں کو نہیں چھوڑ دیتے۔ کہ ان پر کوئی الزام لگایا گیا ہے۔ پس اگر مصری صاحب دیانت داری سے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جماعت کوئی کمیشن بٹھائے گی۔ تو بھی انہیں الزام اور بعض ثبوت دے کر جماعت میں یہ احساس پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تھی۔ کہ فی الواقعہ معاملہ اہم ہے۔ لیکن اگر وہ خود ان

الزامات کو پیش کرنا بے حیائی

خیال کرتے ہیں۔ تو دوسرے ان کی جگہ پر کیوں بے حیا بنیں۔ یا اگر وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جماعت پر تو ان باتوں کا اثر نہ ہوگا۔ میں احرار اور پیغامیوں میں پروپیگنڈا کروں۔ تو پھر انہیں یہ جھوٹ کا ڈھونگ نہیں رچانا چاہیئے تھا۔ اور کھلے طور پر اپنے نئے دوستوں میں شامل ہو جانا چاہیئے تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ چاہتے ہیں۔ ان باتوں کی شہرت نہ ہو۔ اور جماعت کی بدنامی نہ ہو۔ مگر لطیفہ یہ ہے۔ کہ یہ اشتہارات احرار اور پیغامیوں کے ذریعہ چھپتے۔ اور تقسیم ہوتے ہیں۔ پھر میں نے اخبار "احسان" میں ایک نوٹ پڑھا۔ جو اسی مضمون پر مشتمل ہے۔ جو مصری صاحب کے خطوں سے ملتا جلتا ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ "احسان" میں یہ نوٹ کیسے چھپا۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ ان کے تعلقات ان لوگوں سے ہیں۔ اور انہی کی شہ پر یہ کھڑے ہیں۔ اور ساری دنیا میں ان کے اشتہار پہونچے ہیں۔ مگر ابھی ان کو ڈر ہے۔ کہ

جماعت کی بدنامی نہ ہو۔

فخرالدین صاحب نے ایک اشتہار دیا ہے۔ اور اس میں لکھا ہے۔ کہ اس کے اخراج کے متعلق جو تقریر میں نے کی تھی۔ اس موقعہ پر بہت سے ہندو اور سکھ بھی موجود تھے۔ اور یہ کہ جب میں نے اس کے متعلق کم بخت وغیرہ لفظ استعمال کئے۔ تو وہ شرم سے پانی پانی ہوا جاتا تھا۔ اور خیال کر رہا تھا۔ کہ یہ لوگ احمدی نہیں۔ کیا خیال کرتے ہونگے۔ کہ احمدیوں کے خلیفہ کے اخلاق ایسے ہیں۔ انہیں میرے کسی موقعہ پر کم بخت کا لفظ چند ہندوؤں اور سکھوں کے سامنے کہہ دینے سے تو شرم آتی تھی۔ کہ احمدیت بدنام ہو جائے گی۔ لیکن وہ اس بات کو چھپوا کر سارے ہندوستان میں شائع کرتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ شرم کا اظہار صرف طعن کے طور پر ہے۔ اور یہ بالکل جھوٹ ہے۔ کہ انہیں احمدیت کے بدنام ہونے کا ڈر تھا۔ ورنہ جس امر کا چھ سات آدمیوں کے سامنے بیان ہونا قابل شرم تھا۔ وہ اسے لاکھوں کے سامنے پیش کرنے پر کس طرح راضی ہو گئے۔ مگر

اللہ تعالےٰ کا تصرف

دیکھو۔ کہ اس نے اس اشتہار میں ان کو ملزم بنا دیا ہے۔ میری نسبت تو یہ لکھتے ہیں۔ کہ چند ہندوؤں۔ اور سکھوں کے سامنے میں نے انہیں اور ان کے بعض ساتھیوں کو کم بخت کہا۔ مگر لکھتے ہیں۔ کہ مجھے شرم آتی تھی یہ ہندو اور سکھ کم بخت اپنے دل میں کیا کہتے ہوں گے۔ پھر کم بخت کا لفظ سیاہی سے مٹایا ہے۔ مگر چھپا ہوا کہاں مٹتا ہے۔ اب اگر ان صاحب کو واقعہ میں اس پر شرم محسوس ہو رہی تھی۔ تو اول اسے چھپایا کیوں۔ اور پھر خود اپنے ہی قلم سے ہندوؤں اور سکھوں کی نسبت جن کا کوئی قصور نہ تھا۔ کم بخت کا لفظ ان کے قلم سے نکل گیا کس قدر عجیب بات ہے۔ کہ پانچ دس ہندوؤں سے تو انہیں شرم آ رہی تھی مگر اشتہار شائع کر کے اس کو ساری دنیا میں پھیلا دیتے ہیں۔ اور شرم نہیں آتی۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ اب کوئی حرج نہیں

دنیا میں بے وقوفی کے قصے

جو مشہور ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ کسی بے وقوف نے یہ ڈھنڈورا پٹوایا تھا۔ کہ ہم سے فلاں بیہودہ حرکت ہو گئی ہے۔ مہربانی کر کے کوئی کسی کو بتائے نہیں۔ یہی حال میاں فخرالدین صاحب کا ہے۔ اگر پانچ چھ ہندوؤں تک اس لفظ کے پہونچ جانے سے انہیں شرم آ رہی تھی۔ تو اشتہار شائع کر کے سارے ملک میں اس کی اشاعت کرتے ہوئے شرم کیوں نہ آئی۔ پس یا تو شرم کا دعوےٰ جھوٹا ہے یا پھر وہ ویسے ہی عقلمند ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا قصہ والا شخص عقلمند تھا۔

اس کے بعد میں مصری صاحب کے اشتہار میں درج شدہ باتوں میں سے بعض کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ جماعت نے بلا تحقیق میرے خلاف

جذبۂ نفرت کا اظہار

کر دیا ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا یہ بات درست ہے۔ یا نہیں۔ کہ مصری صاحب نے اپنے خطوں میں لکھا ہے کہ اگر مجھ سے فلاں بات نہ کی جائے تو میں جماعت سے نکل جاؤں گا۔ اور جب وہ مانتے ہیں۔ کہ یہ درست ہے تو ظاہر ہے۔ کہ یہ کوئی دنیوی معاملہ تو ہو نہیں سکتا تھا۔ جیسے مثلاً کسی سکول کا ہیڈ ماسٹر مقرر کئے جانے کا فیصلہ ہو۔ یہ بات تو ایسی ہی ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے وہ بیعت میں رہ ہی نہیں سکتے تھے۔ پس انہوں نے اپنے اقرار سے یہ تسلیم کر لیا ہے۔ کہ انہوں نے

خلیفۂ وقت پر کوئی شدید ترین الزام

لگائے ہیں۔ اور جب یہ امر ان کا مسلمہ ہے۔ تو وہ کس طرح یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ جو لوگ مجھے سچا سمجھتے ہیں۔ وہ ان سے اظہار نفرت نہ کریں گے۔ انہوں نے اگرچہ تا حال وہ الزام بیان نہیں کئے بلکہ مجھے بھی تفصیلاً نہیں لکھے۔ اشارات ہیں۔ جن کے پیچھے خدا جانے کیا تفصیلات ہیں۔ مگر یہ تو وہ تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ وہ ایسے الزام ہیں۔ کہ ان کے بعد وہ بیعت میں نہیں رہ سکتے۔ اس لئے یقیناً وہ معمولی نہیں۔ بلکہ خطرناک سے خطرناک ہونگے اس کے بعد وہ کس طرح توقع کر سکتے ہیں۔ کہ وہ دوست جو مجھ سے مخلصانہ تعلق رکھتے ہیں۔ ان سے اظہار نفرت نہ کریں۔ جب وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ میں ایسے الزام لگاتا ہوں۔ کہ جن کی موجودگی میں بیعت میں رہ ہی نہیں سکتا۔ تو اس سے زیادہ تحقیق کی ضرورت کیا رہ جاتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ ایک غیر آدمی جسے مجھ سے اخلاص نہ ہو۔ ایسے الزامات کو اور رنگ میں لے گا۔ مگر جو شخص مجھے سچا سمجھتا ہے۔ جب تک وہ دلائل کے ساتھ اسے اپنا ہم خیال نہ بنا لیں۔ وہ اگر سنیگا۔ کہ جسے وہ

سچا اور راست باز

سمجھتا ہے۔ اس پر کوئی شخص ایسے ایسے خطرناک الزام لگاتا ہے۔ وہ فوراً الزام لگانے والے کو جھوٹا کہے گا اور اس کا یہ کہنا بلا تحقیق نہیں ہوگا کیونکہ اس نے جب مجھے مانا تھا۔ تو تحقیق کر کے مانا تھا۔ پس جو شخص اس پہلی تحقیق کے خلاف کہیگا۔ اور مجھ پہ الزام لگائیگا وہ اسے جھوٹا کہنے پر مجبور ہوگا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک دفعہ

ایک یہودی

آیا۔ اور کہا۔ کہ آپ نے میرے اتنے روپے دینے ہیں۔ وہ اب تک دیئے نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں تو دے چکا ہوں۔ اس نے کہا۔ نہیں۔ اس پر آپ سوچنے لگے۔ کہ اس پر واقعہ کو کس طرح ثابت کروں۔ کہ ایک صحابی نے کہا۔ یا رسول اللہؐ آپ نے روپے دے دیئے تھے۔ اس صحابی نے چونکہ دلیری اور وثوق سے کہا۔ کہ آپ نے روپے دے دیئے تھے۔ اور یہودی چونکہ جھوٹا تھا۔ گھبرا گیا۔ اور اس نے مان لیا۔ کہ ہاں آپ نے روپے دے دیئے تھے۔ مجھے یاد آ گیا۔ پہلے میں بھول گیا تھا۔ اور اٹھ کر چلا گیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس صحابی سے پوچھا۔ کہ تمہیں کس طرح معلوم ہے کہ میں نے روپے دے دیئے تھے۔ تم تو وہاں نہیں تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس نے کہا یا رسول اللہ آپ کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے مجھ سے یہ کہا ہے۔ اور ہم مان لیتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں یقین ہو چکا ہے۔ کہ آپ راستباز ہیں۔ تو پھر اس معاملہ میں آپ کی

بات کے صحیح ہونے میں شک

کس طرح ہو سکتا تھا۔ آپ نے فرمایا آئندہ اس شخص کی ایک کے بجائے دو گواہیاں سمجھی جائیں۔ اب دیکھو اس صحابی نے بغیر موجود ہونے کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بات کی شہادت دی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سرزنش کی جگہ اس کی تعریف کی۔ گو اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اصول شہادت کے مطابق اگر یہودی مصر رہتا آپ اس شہادت کو تسلیم نہ فرماتے۔ مگر وہ جھوٹا تھا گھبرا گیا۔ اور دعوےٰ ترک کر دیا۔ مگر اتنا تو ثابت ہوا کہ جب ایک شخص نے پہلے ایک امر کی تحقیق کر لی ہو۔ تو اسکے خلاف جو بات وہ سنے اس کا پہلا حق یہی ہوتا ہے۔ کہ اسے رد کر دے پس اصل سوال اس جگہ یہ ہے۔ کہ مذہبی معاملہ میں کیا انسان بے دیکھے اور بغیر سوچے سمجھے ہی مان لیا کرتا ہے اگر نہیں تو جماعت کا فعل قابلِ اعتراض کیونکر ہوا۔ انہوں نے میری خلافت کو بلکہ خلافت موعودہ کو اگر دلائل اور براہین سے مانا ہے۔ تو شیخ صاحب یا اور کسی شخص کے دعوے کو وہ قابل قبول کس طرح سمجھ سکتے ہیں۔ جماعت کے لوگوں کا نقطۂ نگاہ یہ ہے۔ کہ ہم نے سوچ کر ایک شخص کو امام مانا ہے۔ جو اس کی نفی کرتا ہے۔ ہم اپنی پہلی تحقیق کے مطابق اسے سچا نہیں سمجھتے شیخ صاحب کا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ جو میں کہتا ہوں۔ اس کو وزن دو۔ اور اس کی تحقیق کرو۔ آخر دنیوی دعوے تو ہے نہیں کہ اس کی لازماً تحقیق کی جائے دینی دعوے ہے۔ جس کی تحقیق جماعت پہلے کر چکی ہے۔ اور اس کی بنا پر وہ مجھے خلیفہ مان چکی ہے۔ اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہاموں کا مورد مان چکی ہے۔ اس تحقیق کے خلاف جو شخص بات کرتا ہے جب تک وہ اپنا دعوےٰ ثابت نہ کر دے۔ جماعت مجبور ہے کہ اسے جھوٹا سمجھے۔ آخر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جماعت اپنے ایمان کو مصری صاحب کے ہاتھ میں دے دے۔ اور اپنی تحقیق کو

مصری صاحب کی تحقیق کے تابع

کر دے۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو یہ لوگ بھی اور ہم بھی خلیفہ مانتے ہیں۔ ان کی زندگی میں ہم عملاً مانتے تھے۔ اور اب ایماناً مانتے ہیں۔ اب اگر کوئی آ کر کہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول نے نعوذ باللہ جھوٹ بولا تھا۔ تو کیا ہمارا فرض ہے کہ فوراً تحقیقات میں لگ جائیں۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ہم نے جب آپ کو مانا تھا تو تحقیقات کر کے ہی مانا تھا۔ اور اب الزام لگانے والے کو ہم جھوٹا کہیں گے۔ ہاں جب وہ دلائل کے ساتھ ہمیں اپنا ہم خیال بنا لے۔ تو اسے سچا کہہ سکتے ہیں۔ ورنہ جھوٹا ہی کہیں گے اور اس کا یہ کہنا کہ مجھے

بلا تحقیق جھوٹا

کہا جاتا ہے۔ غلط ہے۔ کیا جماعت بغیر تحقیق ہی میری بیعت میں شامل ہو گئی تھی۔ اور ہر سال جو ہزاروں لوگ شامل ہوتے ہیں۔ بغیر تحقیق کے ہی ہو جاتے ہیں۔ جب انہوں نے تحقیق کر لی۔ تو اب جو شخص مجھ پر کوئی الزام لگائے میرے ماننے والے اسے جھوٹا یا فاسق یا منافق کہدیں۔ تو یہ بلا تحقیق نہیں ہوگا۔ ہاں جب وہ اپنی بات کو ثابت کر کے کسی کو اپنا ہم خیال بنا لے۔ تو پھر اس کا معاملہ دوسرا ہوگا۔

پھر عجیب بات یہ ہے کہ ادھر تو مصری صاحب مانتے ہیں کہ انہوں نے مجھ پر ایسے الزام لگائے ہیں جنکی وجہ سے میں خلیفہ نہیں رہ سکتا۔ اور یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ جماعت میں بہت لوگ دہریہ ہو گئے ہیں۔ اور بہت ہو رہے ہیں۔ لیکن دوسری طرف اپنے متعلق

مرتد یا منافق یا فاسق

کے الفاظ بھی انہیں گوارا نہیں ہیں سوال یہ ہے۔ کہ دہریہ زیادہ بڑی گالی ہے۔ یا منافق اور فاسق وغیرہ وہ اپنا تو حق سمجھتے ہیں۔ کہ جماعت کے بہت سے حصہ کو دہریہ قرار دیں۔ اور بہت سے حصہ کو دہریت کی طرف مائل بتائیں۔ مگر اس کے جواب میں اگر جماعت کہے کہ تمہاری اپنی بینائی میں فرق آ گیا ہے۔ اور تم خود مرتد۔ منافق اور فاسق ہو چکے ہو۔ اور تمہیں اچھی چیز بھی بری نظر آنے لگی ہے تو وہ اس کو برداشت نہیں کر سکتے ڈاکٹر عبدالحکیم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لکھا تھا۔ کہ سوائے مولوی نورالدین صاحب کے باقی سب جماعت گندی ہے۔ اور کوئی ان میں سے اعلےٰ نمونہ پر نہیں پہنچا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا تھا۔ کہ آؤ تحقیقات کریں۔ بلکہ آپ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں۔ کہ میری جماعت بالکل ٹھیک ہے۔ اور اگر اس میں تمہیں کوئی عیب نظر آتا ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ تم خود عیب دار ہو اس لئے میں تمہیں جماعت سے خارج کرتا ہوں۔ بیشک میں خود بھی بعض اوقات جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ

بعض دوستوں میں کمزوریاں

ہیں۔ اور انہیں چاہیئے۔ کہ ان کو دور کریں۔ مگر بعض دوستوں میں کمزوریوں کا ہونا اور بات ہے۔ اور بہت سے لوگوں کا دہریہ ہونا اور دہریت کے بعد باقی کیا رہ جاتا ہے۔ پس بعض احباب میں ایسی عملی کمزوریوں کے باوجود جو ایمان کے ہوتے ہوئے بھی پائی جا سکتی ہیں۔ یہ کہنا کہ دہریت جماعت کے اندر پیدا ہو چکی ہے۔ اتنی بڑی گالی اور اتنا بڑا ظلم ہے۔ کہ اس سے زیادہ ظلم اور بڑی گالی ہو ہی نہیں سکتی۔ معلوم ہوتا ہے۔ شائد خود ان کے دل میں ایمان نہ تھا۔ ورنہ وہ دہریت کو اتنی معمولی بات نہ سمجھتے۔ مگر عجیب بات ہے۔ کہ وہ فاسق اور منافق کے الفاظ کو تو بڑی گالی سمجھتے ہیں۔ مگر

دوسروں کے لئے دہریہ کا لفظ

بلا تکلف استعمال کرتے ہیں۔ اس کے معنی یہی ہیں۔ کہ ان کے نزدیک دہریت بالکل معمولی چیز ہے۔ ایک مسلمان کو کہو کہ تم تناسخ کے قائل ہو۔ تو وہ اسے بڑی گالی سمجھیگا۔ لیکن اگر کسی ہندو کو کہو۔ تو وہ برا نہیں منائیگا۔ کیونکہ وہ اس کا قائل ہے۔ اسی طرح ان کا دوسروں کو اس بے تکلفی سے دہریہ کہنے کا مطلب یہی ہے۔ کہ وہ سمجھتے ہیں۔ دہریت کوئی بری چیز نہیں۔ تو شیخ صاحب خود تو جماعت کو دہریہ کہتے ہیں۔ مگر یہ بھی کہتے ہیں کہ تمہیں کوئی حق نہیں کہ مجھے منافق یا فاسق کہو۔ اگر وہ کہیں کہ میں نے ساری جماعت کو تو نہیں کہا مگر جب وہ کہتے ہیں۔ بہت سارے دہریہ ہو چکے ہیں۔ تو جو باقی رہ گئے۔ وہ کیا ہوئے۔ جب جماعت کے اندر ایک گندی رو پیدا ہو چکی ہو۔ تو پھر اچھا کون رہ سکتا ہے۔ عبدالحکیم نے بھی تو

ساری جماعت کے متعلق

یہ نہیں کہا تھا۔ اس نے بھی یہی کہا تھا کہ مولوی صاحب کامل مومن ہیں۔ اور کچھ ادھورے ہیں۔ اور باقی سب مشرک ہیں۔ اور مصری صاحب بھی یہی کہہ رہے ہیں۔ ان کے نزدیک کامل تو وہ خود فخرالدین صاحب اور حکیم عبدالعزیز ہیں۔ اور باقی جماعت ابھی ضلالت پر ہی قائم ہے۔ ایک شخص جماعت سے نکلتا اور جماعت پر اور خلیفہ پر اتہام لگاتا اور پھر کہتا ہے کہ مجھے جھوٹا نہ کہو۔ بلکہ خلیفہ کو برا کہو۔ میں نہیں سمجھتا۔ ایک عقلمند کی عقل اور محب کی محبت پر اس سے زیادہ حملہ اور کیا ہو سکتا ہے انہوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت پر دہریت کا الزام

لگایا۔ مولوی ابو العطاء صاحب نے انہیں چیلنج دیا۔ کہ سوا ایسے لوگوں کے نام۔ جو دہریہ ہو گئے ہوں۔ اور سو ان کے جو دہریت کی طرف جا رہے ہوں۔ بتا دیں۔ اور باوجود اس چیلنج کے کئی بار دوہرائے جانے کے وُہ ایسے نام پیش نہیں کرتے۔ تو ہم انہیں جھوٹا نہیں۔ تو اور کیا کہیں گے ؞

اب میں بتاتا ہوں۔ کہ

شریعت کا حکم

یہ ہے۔ کہ الزام لگانے والا ثبوت دے۔ شریعت اس کا جس پر الزام لگایا جائے۔ ساتھ دیتی ہے۔ اور ثبوت کا بار الزام لگانے والے پر ڈالتی ہے۔ یہ نہیں کہتی۔ کہ ثبوت لوگ تلاش کرتے پھریں۔ مثلاً کوئی شخص زید یا بکر کے پاس آئے۔ اور کہے کہ فلاں شخص حرامزادہ ہے۔ اور جب آگے سے کہا جائے۔ کہ ثبوت لاؤ۔ تو کہے۔ کہ میں نے بتا دیا۔ اب ثبوت تم خود تلاش کرتے پھرو۔ ایسے موقعہ پر مومنوں کو تو شریعت کا یہ حکم ہے کہ فوراً کہدیں۔ سُبحٰنَکَ ھٰذا بُھتانٌ عظیمٌ۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَلولآ اِذ سَمِعتُمُوہُ ظَنَّ المُؤمِنُونَ وَالمُؤمِنٰتُ بِاَنفُسِھِم خَیرًا وَقالُوا ھٰذا افکٌ مُبِینٌ۔ پھر فرمایا۔ وَلولآ اِذ سَمِعتُمُوہُ قُلتُم مایکُونُ لنا اَن نَتَکَلَّمَ بِھٰذا سُبحانَکَ ھٰذا بُھتانٌ عظیمٌ یعنی جب کوئی شخص دُوسرے مومن کے متعلق کوئی عیب کی بات کہے۔ تو وُہ آگے سے فوراً جواب دے۔ کہ سُبحانکَ ھٰذا بُھتانٌ عظیمٌ۔ اے میرے رب تو پاک ہے۔ اور یہ بہت بڑا بہتان ہے ؞

پھر فرمایا۔ کیوں نہ مومنوں نے

افک کا الزام

سُنتے ہی کہدیا۔ کہ یہ بہت بڑا جھوٹ بنایا گیا ہے۔ اور جب یہ کہا جائے۔ کہ یہ بڑا جھوٹ بنایا گیا ہے۔ تو کیا اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ اس الزام کا لگانے والا جھوٹا ہے۔ تو اب بتاؤ۔ کہ جب قرآنی تعلیم کے مطابق کوئی شخص ایسے موقعہ پر کہے۔ کہ یہ الزام لگانے والا جھوٹا ہے۔ تو وُہ آگے سے یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ کس قدر ظلم ہے۔ مجھے بلا تحقیق ہی جھوٹا کہدیا گیا ہے۔ مگر قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ

مومن کی شان

یہی ہے۔ کہ فوراً کہدے۔ ھٰذا بھتانٌ عظیمٌ۔ اور یہ اگلے کا فرض ہے۔ کہ دلیل لائے۔ مگر یہاں دلیل لانا تو الگ رہا۔ الزام تک بیان نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ قرآن کریم نے صاف طور پر یہ اصول بتایا ہے کہ دلیل اور ثبوت الزام لگانے والے کے ذمہ ہے۔ اسے چاہیئے۔ کہ اپنے ثبوت پیش کرے۔ اور پھر اگر وُہ شریعت کے مطابق ہوں۔ تو مومن مان لے اور اگر کوئی دلائل بیان نہیں کرتا تو قرآن کریم صاف کہتا ہے۔ کہ تم کہدو۔

ھٰذا بُھتانٌ عظیمٌ

یعنی یہ شخص جھوٹ بھی معمولی نہیں بول رہا۔ بلکہ کذاب ہے۔ کاذب خالی بہتان کا ترجمہ ہے۔ اور بہتان عظیم۔ کا ترجمہ کذاب ہے ؞

قرآن کریم کی یہ تعلیم ہی ہے۔ جو دُنیا میں امن قائم رکھ سکتی ہے۔ ورنہ کسی

شریف آدمی کی عزّت

محفوظ نہیں۔ فرض کرو۔ کوئی شخص شیخ صاحب کی بیوی یا بیٹی پر کوئی الزام لگائے۔ تو کیا وُہ اس کے ہاتھ چومیں گے۔ اور کہیں گے۔ جزاک اللہ آپ نے بہت اچھا کیا۔ جو مجھے بتا دیا۔ میں اس کی تحقیقات کرونگا کیا جن لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا پر الزام لگایا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بُلا کر اپنے پاس بٹھایا۔ اور کہا کہ تم لوگوں نے بڑا احسان کیا ہے۔ یا یہ کیا کہ آپ منبر پر تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ ایک شخص نے میرے اہل کے متعلق مجھے بہت دکھ پہنچایا ہے۔ کون ہے جو میری مدد کرے۔ اس پر قبیلہ اوس کے ایک شخص نے کہا۔ کہ یا رسول اللہ اگر وہ ہمارے قبیلہ میں سے ہے۔ تو ہم اس کو سزا دینگے۔ اور اس کا مقابلہ کرینگے۔ آپ نے یہ تو نہیں کیا تھا۔ کہ الزام لگانے والے پر دست شفقت پھیرا اور کہا ہو۔ کہ اچھا میں تحقیق کروں گا۔ تو قرآن کریم کا یہی فیصلہ ہے۔ کہ ایسی بات سنتے ہی کہدو۔ کہ ھٰذا بھتان عظیم اور یہ حکم تو ایک معمولی مومن کے متعلق ہے۔ اور خلیفہ سے تو بیعت کا بھی تعلق ہوتا ہے۔ اگر یہ لوگ کسی ادنیٰ مومن پر بھی کوئی الزام لگاتے تو شریعت کا یہی حکم ہے۔ کہ مومن سنتے ہی کہدے کہ یہ شخص کذاب ہے

شیخ مصری صاحب کہتے ہیں۔ کہ مجھے دو سال سے ان باتوں کا علم تھا۔ اور پھر کہتے ہیں۔ مجھے منافق نہ کہو۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ

منافق کسے کہتے ہیں

وہی جو ظاہراً جماعت کے ساتھ شامل ہو۔ مگر اندر سے مخالف ہو۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ انہیں دو سال سے علم تھا کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ کہ میری بیعت کی جائے۔ مگر پھر بھی جماعت میں شامل تھے۔ اور اسی کو منافق کہتے ہیں

منافق صرف دینی امور میں ہی نہیں۔ دنیوی امور میں بھی کوئی شخص منافق ہو سکتا ہے۔ جو شخص کسی کارخانہ میں ملازم ہے۔ اور تنخواہ لیتا ہے۔ اور پھر اس کارخانہ کے راز بھی دوسروں کو بتاتا ہے۔ اسے بھی ہم منافق ہی کہیں گے۔ منافق وہ نہیں ہوتا جو اسلام سے نکل جائے۔ بلکہ منافق جماعت کے اندر شامل ہوتا ہے۔ اور شامل ہوتے ہوئے مخالفت کرتا ہے۔ تو مصری صاحب اپنی منافقت کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی چاہتے ہیں۔ کہ

جماعت منافق کو منافق نہ کہے

وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ دو سال سے مجھے ان باتوں کا علم تھا۔ اور منافق کے لئے کسی میعاد کی شرط نہیں خواہ کسی کے خیالات بگڑ جائیں۔ اور وہ دو روز ہی ان کو چھپا کر اس جماعت سے فائدہ اٹھاتا رہے ہیں وہ منافق ہے۔ اور خیالات بگڑنے کی صورت میں اس کا فرض ہے۔ کہ اسی وقت فیصلہ کرے۔ یا تو تسلی کر لے۔ اور یا پھر جماعت سے الگ ہو جائے۔ مگر جو شخص یہ تسلیم کرتا ہے کہ اس کی حالت دو سال سے ایسی تھی۔ اور ہماری تحقیقات یہ ہے کہ ان کی یہ حالت اس سے بھی بہت پُرانی تھی۔ مگر چونکہ ہماری تحقیقات تابع ہے۔ ان الزامات کے۔ اس لئے جب وہ ان کو ظاہر کریں گے اسی وقت ہم بھی کریں گے۔

پھر مصری صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "آپ اس بھائی کو جو محض آپ لوگوں کو ایک خطرناک ظلم سے جس سے آپ میں سے اکثر بے خبر ہیں کے پنجہ سے چھڑانے کے لئے اپنی عزت اپنا مال اپنی سبیل معاش اپنا آرام۔ اپنے اہل و عیال کا آرام اپنے عزیز بچوں کی تعلیم سب کچھ قربان کر کے نکلا ہے"

گویا تمہیں ایسا گندہ خلیفہ ملا ہوا تھا۔ جو جماعت کو تباہ کر رہا۔ اور دہریت کی طرف لے جا رہا تھا۔ میں نے تمہاری خیرخواہی کی اور تمہاری خاطر اس قدر قربانی کی اور پھر تم میرے دشمن ہو گئے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگانے والوں نے قربانی نہ کی تھی ؞

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ولا یاتل اولوا لفضل منکم والسعۃ ان یوتوا اولی القربیٰ والمسٰکین والمھاجرین فی سبیل اللہ۔ ولیعفو اولیصفحوا

حضرت عائشہ رضؓ پر الزام

لگانے کی وجہ سے تین اشخاص کو کوڑے لگے تھے۔ جن میں سے ایک حسان بن ثابت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شاعرِ اعظم تھا۔ اور ایک مسطح تھا۔ جو حضرت عائشہ رضؓ کا بچا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا خالہ زاد بھائی تھا۔ وہ اس قدر غریب آدمی تھا۔ کہ حضرت ابوبکر رضؓ کے گھر میں ہی رہتا وہیں کھانا کھاتا۔ اور آپ ہی اس کے لئے کپڑے بنواتے تھے۔ اور ایک اور عورت ان کے ساتھ تھی ان تینوں کو سزا ہوئی تھی۔ تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ ان کو نقصان کا کوئی احتمال نہ تھا۔ کون نہیں جانتا کہ عداوتوں اور دشمنیوں کی وجہ سے لوگ خود نقصان اٹھا کر بھی دوسروں کو ذلیل کرتے ہیں۔ کیا

مسطح صاحب کی قربانی

حسان اور مسطح سے زیادہ ہے۔ خود قرآن کریم گواہ ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے قسم کھائی تھی۔ کہ اب میں مسطح کی مدد نہیں کروں گا۔ مگر چونکہ یہ جرم حکم قرآنی کے نازل ہونے سے پہلے کا تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے معاف کر دیا۔ وُہ تو معذور تھے۔ مگر تیرہ سو سال تک یہ قرآنی حکم سننے کے بعد جو مجرم بنے۔ وُہ کس طرح اپنی بریت کر سکتا ہے۔ جو قربانی مصری صاحب نے کی ہے۔ اس سے بڑھ کر مسطح نے کی تھی۔ اس کے کھانے اور کپڑے تک کا کوئی انتظام نہ تھا حتیٰ کہ اس کے پاس رہنے کے لئے کوئی مکان تک نہ تھا۔ وُہ بدری صحابی بھی تھا۔ پس اس سے بڑھ کر

مصری صاحب میں کونسی چیز ہے

اسی طرح حسان بھی صحابی تھے۔ اور شاعرِ اسلام تھے۔ کیا یہ لوگ سمجھتے تھے۔ کہ جب ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگائیں گے۔ تو ہماری بڑی عزت ہوگی۔ اور حضرت ابوبکر رضؓ بلا کر ہمارا وظیفہ مقرر کر دیں گے نہیں بلکہ انہیں خوب علم تھا۔ کہ کس قدر مشکلات کا سامنا ہوگا۔ مسطح اچھی طرح جانتا تھا کہ حضرت ابوبکر رضؓ روٹی کپڑا بند کر دیں گے۔ اور مکان سے بھی نکال دیں گے۔ اور حسان پر تو ایک صحابی نے

تلوار سے حملہ

کر دیا تھا۔ اور ایک دوسرے صحابی نے بچایا کہ سزا دینا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے تمہارا نہیں جس طرح کہ آج میں شریعت کا واسطہ دے کر احباب جماعت کو روکتا رہتا ہوں کہ دیکھنا جماعت کو بدنام نہ کرنا۔ یہ لوگ ہمارے محلوں میں جاتے اور احمدیوں کے مکانوں کے اندر اشتہار پھینک کر آتے ہیں۔ اور اس طرح اشتعال دلاتے ہیں۔ ان کی طرف سے فساد انگیزی میں کوئی کسر باقی نہیں۔ یہ میری اس تعلیم کی وجہ سے ہی ہے۔ کہ اپنے جوشوں کو قابو میں رکھو۔ اور کوئی ایسی حرکت نہ کرو۔ جس سے احمدیت بدنام ہو۔ کہ یہ لوگ یہاں اس قدر

اشتعال انگیزی

کے باوجود امن سے رہ رہے ہیں۔ ان دنوں ان کی زندگیوں کی ایک ایک گھڑی میرے احسان کے نیچے ہے۔ میں ہی ہوں۔ جو خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت کی طبائع کو ٹھنڈا کرتا ہوں۔ اور میری ہی متواتر ہدایات کی وجہ سے لوگ اپنے جوشوں کو دبائے ہوئے ہیں۔ ورنہ کسی ادنےٰ سے ادنےٰ آدمی کے متعلق بھی کوئی اس قسم کی باتیں کر سکتا ہے۔ مستریوں نے جب اس قسم کے الزام لگائے۔ تو میں نے ان کو بلایا تھا اور دریافت کیا تھا کہ سنا ہے تم ایسی باتیں کرتے ہو۔ پہلے تو بیٹا کہنے لگا۔ کہ نہیں میں نے تو آپ کے متعلق یہ خواب دیکھا تھا۔ بھلا میں ایسی باتیں کر سکتا ہوں۔ اور باپ نے کہا کہ یہ تو مجھے سمجھاتا رہتا ہے مگر آہستہ آہستہ انہوں نے اقرار کر لیا اس پر میں نے انہیں کہا کہ جانے دو اس بات کو کہ میں خلیفہ ہوں۔ جانے دو احمدیت کے جھگڑے کو۔ تم جانتے ہو۔ فلاں شخص نماز نہیں پڑھتا۔ اور فلاں شخص شراب پیتا ہے۔ اور ان کی حیثیت گاؤں میں وُہ نہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے فضل سے مجھے حاصل ہے۔ مگر تمہاری جرأت ہے کہ بازار میں جا کر کہو فلاں شخص شراب پیتا ہے۔ یا فلاں نماز نہیں پڑھتا۔ تم ہرگز یہ جرأت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ تمہیں معلوم ہے۔ کہ اگر ایسا کہا تو اس قدر جوتے پڑیں گے کہ سر پر ایک بال نہیں رہے گا۔ پھر قادیان میں مجھے جو مالکانہ حیثیت حاصل ہے اسے بھی جانے دو تم کسی گاؤں میں دو گھماؤں ملکیت رکھنے والے کسی شخص کے متعلق ہرگز ایسی باتیں کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اور اس طرح گویا تم

اپنے فعل سے شہادت

دیتے ہو۔ کہ میں شریف ہوں اور پُرامن ہوں۔ ورنہ جو باتیں تم میرے متعلق کہتے ہو۔ ان کا سوواں بلکہ ہزارواں حصہ بھی کسی اور کے متعلق تم نہیں کہہ سکتے۔ اور اب یہی بات میں ان لوگوں سے کہتا ہوں۔ وُہ کہتے ہیں کہ جماعت کے ۸۰ فی صدی لوگ ہمارے ساتھ ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ اسی فیصدی نہیں نوے پچانوے بلکہ ننانوے فی صدی سہی بلکہ ۹۹ ¾ فی صدی ہی قادیان میں اس وقت

آٹھ ہزار احمدی

ہیں۔ ان میں سے ۹۹ ¾ فیصدی بھی اگر ان کے ساتھ ہوں۔ اور صرف ۲۴ ہی میرے ساتھ رہ گیا جس کے واسطے ۲۴ آدمی بھی جان دینے کو تیار ہوں۔ اس کے متعلق کوئی ایسی باتیں کر سکتا ہے۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں۔ کہ جس کے ساتھ ایک بھی آدمی نہ ہو۔ اس کے متعلق بھی کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کیا دنیا میں لوگ اشتعال میں آکر خود بدلہ نہیں لے لیتے۔ آخر ہم لوگ ایسے خاندان سے تو تعلق نہیں رکھتے جس نے کبھی لڑائی میں ہاتھ نہ ڈالا ہو۔

ہمارے خاندان کی تاریخ جنگی تاریخ ہے

اور اب بھی ہمارا فوج کے ساتھ تعلق ہے۔ میں نے خود میرزا شریف احمد صاحب کو فوج میں داخل کرایا ہے اور اب ان کا ایک لڑکا فوج میں شامل ہو رہا ہے۔ ہمارے تایا صاحب نے غدر کے موقعہ پر جنگ میں نمایاں حصہ لیا۔ ہمارے دادا فوجی جرنیل تھے۔ دلی کے بادشاہوں کی چٹھیاں ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ جن میں اس امر کا اعتراف ہے۔ کہ ہمارا خاندان ہی تھا۔ جس نے

سکھوں کے زمانہ میں

اسلام کی حفاظت کے لئے قربانیاں کیں۔ پس ان کا مجھ پر حملہ اس لئے نہیں کہ میں بزدل ہوں۔ یا میرا خاندان جرأت نہیں رکھتا۔ بلکہ صرف اس لئے ہے کہ یہ جانتے ہیں کہ انکی شرارتوں کا جواب میں شرارت سے نہیں دونگا اور صبر سے ان کے ظلموں اور شرارتوں کو برداشت کروں گا۔ ایسے لوگ اور کسی پر اعتراض نہیں کرتے۔ صرف مجھ پر ہی کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وُہ جانتے ہیں۔ کہ وُہ مجھ اعتراض کریں گے۔ اور میں

انکی حفاظت کرونگا

وُہ مجھے گالیاں دیں گے۔ اور میں اس امر کا خاص خیال رکھوں گا۔ کہ انہیں کوئی تکلیف اور دکھ نہ پہونچے ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ وہ دوسروں پر پر حملہ نہیں کرتے۔ مومن ربانی ہوتا ہے۔ پہلے وہ چھوٹی اصلاح شروع کرتا ہے۔

بیسیوں عیوب انکے اردگرد موجود ہیں

ان کے گھروں میں اور ان کے دوستوں میں پائے جاتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ لوگ کیوں ان کی اصلاح کے لئے کھڑے نہیں ہوتے۔ کیوں ان کے متعلق اشتہارات شائع نہیں کرتے۔ مجھ پر ان کا حملہ بتاتا ہے کہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ میں پرامن ہوں۔ ورنہ دنیا میں کسی ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی پر بھی کوئی شخص اس طرح حملہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ جس طرح مجھ پر حملہ کیا جاتا ہے۔ گویا میں اس

وسیع دنیا میں ایک ہی یتیم اور بے کس

ہوں۔ جس کی عزت پر حملہ کرنا کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ مگر دشمن نادان ہے۔ بے شک بظاہر میں ایک ہی یتیم ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ گو انسان مجھے چھوڑ دیں مگر خدا تعالیٰ نے مجھے نہیں چھوڑے گا۔ میں نے اس دنیا میں ان لوگوں سے جو میری محبت کا دم بھرتے تھے ظلم پر ظلم دیکھے ہیں مگر ایک ہے جس نے مجھے کبھی نہیں چھوڑا اور اسی کے منہ کے لئے میں یہ سب ظلم برداشت کر رہا ہوں۔ یہ

خلافت میرے لئے پھانسی سے کم ثابت نہیں ہوئی

لوگوں نے مجھے تختۂ دار پر کھینچا اور فخر کرنے لگے کہ انہوں نے مجھے تخت بخش دیا ہے مگر میرے خدا نے مجھے کہا کہ یہ تو سب کچھ برداشت کر اور اف نہ کر کیونکہ تیرے دکھ میرے لئے ہیں نہ کہ بندوں کے لئے۔ پس جن کے لئے تیرے دکھ نہیں۔ تیرا حق نہیں کہ ان سے صلہ کا امیدوار ہو۔ تیرا کام بندوں کے لئے بغیر اجرت کے ہے۔ مگر تو بے اجرت نہیں چھوڑا جائے گا۔ میں خود تیرے زخموں پر مرہم رکھوں گا اور تیری ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑ دوں گا۔ انسانوں نے بے شک تیرے ساتھ ظلم کیا ہے مگر کیا میری محبت اس ظلم

کا کافی سے زیادہ بدلا نہیں۔ اور کیا میری محبت کا دعویٰ کرتے ہوئے اس کے سوا تجھے اور کسی چیز کی خواہش ہو سکتی ہے۔ میرے رب کی یہی آواز ہے۔ جس نے

تاریکی کے وقتوں میں

میرا ساتھ دیا ہے اور جب میرا دل بیٹھنے کو ہوتا تھا۔ تو اس نے میرے دل کو سہارا دیا ہے۔ ورنہ مجھ پر ہزاروں گھڑیاں آئی ہیں کہ موت مجھے حیات سے زیادہ عزیز تھی اور قبر کا کونہ گھر کے کمروں سے مجھے زیادہ پیارا تھا۔

میں باتوں باتوں میں دور نکل گیا میں ذکر یہ کر رہا تھا۔ کہ حسان اور مسطح بھی اپنا نقصان کر کے کھڑے ہوئے تھے۔ ان کی روٹیاں اور کپڑے ان کے مکان ان کی عزتیں۔ غرضیکہ ہر چیز خطرہ میں تھی۔ تو کیا اس سے یہ سمجھ لیا جائے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ان کا الزام صحیح تھا۔ اگر یہ دلیل کوئی قیمت رکھتی ہے کہ انہوں نے اپنا نقصان کر کے یہ فتنہ شروع کیا ہے اس لئے وہ جو کہتے ہیں صحیح ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ پہلوں نے بھی نقصان اٹھا کر ہی ایسا کیا تھا۔ مگر ان کے متعلق قرآن کریم کا صاف حکم ہے کہ وہ کذاب تھے۔ پس ان لوگوں کو

کونسی زائد پوزیشن حاصل ہے

کہ ان کو کذاب نہ کہا جائے۔ پھر یہ بھی درست نہیں۔ کہ مصری صاحب نے کوئی قربانی کی ہے۔ انہوں نے پہلا خط فخر دین صاحب کے اخراج کے بعد لکھا ہے۔ اگر وہ کسی قربانی کے لئے تیار تھے۔ تو چاہیے تھا کہ پہلے لکھتے۔ لیکن جب دیکھا۔ کہ پارٹی ٹوٹنے لگی ہے تو خط میں مجھے دھمکی دی کہ فخر دین صاحب کو معافی دیدو۔ ورنہ پردے فاش ہو جائیں گے۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ میں

ڈر جاؤں گا۔ اور معاف کر دوں گا۔ تو اس خط سے ان کا مقصد صرف یہ تھا۔ کہ ڈرا کر فخر دین صاحب کے لئے معافی حاصل کی جائے۔ یہ بھی کوئی قربانی ہے کہ کوئی شخص کسی سے آکر کہے کہ یہ کام کر دو۔ ورنہ تمہارا گھر لوٹا جائیگا۔ پہلے خط میں انہوں نے لکھا ہے۔ کہ فخر دین صاحب کو معاف کر دیں ورنہ بڑی بدنامی ہوگی۔ تو یہ خط کسی قربانی کے لئے نہیں بلکہ فائدہ اٹھانے کے لئے لکھا گیا ہے۔ یہ اس غرض سے لکھا گیا تھا۔ کہ ان کا جو دوست جماعت سے باہر کر دیا گیا ہے اسے پھر شامل کر لیا جائے۔ پس یہ خط فائدہ اٹھانے کے لئے لکھا گیا تھا۔ نہ کہ کسی قربانی کے لئے اگر یہ فخر دین صاحب کی خاطر نہیں لکھا گیا تھا۔ تو جب وہ کہتے ہیں۔ ان باتوں کا دو سال سے مجھے علم تھا۔ تو

فخر دین صاحب کے اخراج کا انتظار

کیوں کرتے رہے۔ اس مرحلہ پر خط لکھنا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ ان کے مزعومہ اعتراضات کا اظہار خود الزامات کا باعث نہ تھا بلکہ میاں فخر دین صاحب کو بچانے کے لئے تھا۔ مصری صاحب بتائیں تو سہی کہ فخر دین صاحب کے اخراج کے بعد کونسے ایسے نئے حالات پیدا ہو گئے تھے۔ جن کی وجہ سے وہ مجبور ہو گئے کہ وہ ان الزامات کا اظہار کریں۔ اگر تو کوئی نئے حالات پیدا ہو گئے ہوتے تو ہم سمجھ لیتے۔ کہ یہ خط ان حالات کی وجہ سے لکھا گیا لیکن ایسا نہیں ہے پس واقعہ یہی ہے کہ اگر فخر دین صاحب جماعت میں رہتے۔ تو باوجود مصری صاحب کو میرے مزعومہ عیوب کا علم ہونے کے وہ بھی جماعت میں رہتے اور میاں فخر دین صاحب بھی اور میاں عبدالعزیز بھی گویا میرے عیوب مستقل وجود نہیں

رکھتے۔ وہ صرف فخر دین صاحب کے اخراج کے ساتھ مل کر مکمل ہوتے ہیں۔ پس اس سے صاف ثابت ہے کہ ان خطوط کے لکھنے کا محرک

پارٹی کے ٹوٹنے کا خدشہ یا غصہ تھا۔

تیسرے خط میں شیخ صاحب نے لکھا ہے کہ مجھے معلوم ہو چکا ہے۔ اب آپ سے نرمی کرنا سلسلہ کے ساتھ غداری ہے مگر سوال یہ ہے کہ دو سال تک یہ مسئلہ کیوں نہ سوجھا۔ تیرہ روز کے اندر اندر ہی یہ رموز ان پر کھلے دو سال پہلے کیوں نہ کھلے۔ اس الزاموں والے خط میں بعض جگہ تو الزام نمایاں ہیں گو مجمل اور تشنہ تفصیل اور بعض جگہ یہ پتہ ہی نہیں لگتا۔ کہ وہ کہتے کیا ہیں ان دونوں طریقوں سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ پہلا خط اس غرض سے تھا کہ دھمکیوں سے ڈر کر میں ان کی بات مان لوں۔ اور وہ جو چاہیں۔ مجھ سے کرا سکیں۔ جیسے دلی میں بادشاہ گر ہوتے تھے یہ

خلیفہ گر بننا چاہتے تھے

وہ چاہتے تھے۔ کہ ظاہر میں تو میں لیکن باطن میں وہ خلیفہ ہوں۔ مگر انہیں معلوم نہیں۔ کہ خدا اور انسان کے بنائے ہوئے خلفاء میں کیا فرق ہوتا ہے۔ خدا کا بنایا ہوا خلیفہ کبھی کسی سے نہیں ڈرتا۔ کیا میں اس بات سے ڈر جاؤں گا۔ کہ لوگ مرتد ہو جائینگے جس کے لئے ارتداد مقدر ہے۔ وہ کل کی بجائے بے شک آج ہی مرتد ہو جائے۔ مجھے کیا فکر ہے میں جب جانتا ہوں۔ کہ میں خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں۔ تو خواہ

ایک آدمی بھی

میرے ساتھ نہ ہو۔ تو بھی

نذیر سیونگ مشین کمپنی رنگ محل لاہور میں ہر قسم کی مشینوں کی مرمت اور سیکنڈ ہینڈ مشینوں کی خرید و فروخت کا انتظام اعلےٰ پیمانہ پر موجود ہے۔